



# دین اسلام کے محسن

من محسن  
الدين الإسلامي  
بالله نور

[www.islamhouse.com](http://www.islamhouse.com)

من محسن الدين الإسلامي

# دین اسلام کے محسن

تألیف

عبدالعزیز محمد السلمان

ترجمہ و تحریج

أبو أسعد قطب محمد الاثری

تحصیل و تقدیم

د/ عبد الرحمن بن عبد الجبار الفريواني

أستاذ حدیث جامعة الإمام محمد بن سعود الإسلامية، ریاض

ناشر

مکتب دعوة و توعية الحاليات، ربوہ، ریاض، سعودی عرب

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## پیش لفظ

الحمد لله رب العالمين، والصلوة والسلام على رسوله الکریم اما بعد:

اسلام دین فطرت ہے، اسلام سارے انس و جن کا دین ہے۔

اسلام کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین ہیں، اور دین اسلام بلا تفریق سب کی ہدایت اور بھلائی کے لئے آیا ہے، اسلام اللہ کا آخری دین ہے جس پر ایمان لا کر اور جس کی تعلیمات پر عمل کر کے انسان اللہ کی رحمت کا مستحق ہو سکتا ہے، اور جب اللہ کی رحمت شامل حال ہوئی تو انسان آخرت میں فلاح یاب ہو سکتا ہے، اسلام اور اس کی تعلیمات کے بارے میں جتنا بھی لکھا جائے وہ کم ہے لیکن یہاں پر اسلام کی چند اہم خوبیوں کا ذکر مقصود ہے۔

اسلام کی خوبیوں میں سے ایک بہت بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ عقل و فکر کو مخاطب کرتا ہے، اور معیاری عقل و سوچ سے مکمل طور پر ہم آہنگ ہوتا ہے، بلکہ دین انسانی عقل کو مزید جلا پہنچاتا، اور اس کو صیقل کرتا ہے، اور اس کی صلاحیتوں کو منظم کر کے انسانیت کی خدمت

پر آمادہ کرتا ہے، وحی کی روشنی میں عقل با بصیرت ہو جاتی ہے جس کے نتیجہ میں انسان کے اعضاء و جوارح بلکہ اس کا سارا وجود دنیا کی ہر چیز سے تعلق ختم کر کے صرف اللہ عزوجل کے سامنے سجدہ ریز ہو جاتا ہے۔ عقل کی دنیا میں یہ انقلاب دراصل وحی کے فیضان کا نتیجہ ہے، اس لئے اب اس کی سوچ کا دائرہ محدود دنیا سے بہت آگے آخرت میں عذاب جہنم سے آزادی اور جنت کا حصول ہوتا ہے۔

اسلام کی بڑی خوبیوں میں سے ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ انسانی زندگی کے پانچ اہم عنصر کا محافظہ و نگران ہے:

۱- نفس کا محافظہ، ۲- عقل کا محافظہ، ۳- دین کا محافظہ،

۴- مال کا محافظہ، ۵- عزت و آبرو کا محافظہ۔

اگر غور سے دیکھا جائے تو انہی پانچ چیزوں کی حمایت و صیانت کا نام تہذیب و تمدن ہے، اور جن اقوام و ملل اور ان کی حکومتوں، اور ان کے دانشوروں نے ان پانچ میدانوں میں کامیابی حاصل کی تاریخ میں ان کا نام سنہری حرفوں سے لکھا جائے گا۔

اسلام کی ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ اپنے ماننے والوں کو اور

اپنے منکریں سب کو بھیت انسان کے لامحدود حقوق و مراءات دیتا ہے، بلکہ وہ حیوانات کے حقوق کا بھی پاس دار ہے، وہ چرند و پرند اور موسم کا بھی محافظ ہے۔

اسلام کی ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ اس نے معاشرے کے ہر طبقے کے لیے واضح تعلیمات دیں، مرد کے لئے الگ، عورتوں کے لئے الگ، بچوں کے لئے الگ اور بوڑھوں کے لئے الگ۔ آقا اور غلام کے تعلقات ایسے ہونے چاہیے، میاں بیوی کیسے رشتہ ازدواج میں مسلک ہوں، اور کیسے زندگی گزاریں، اور اگر زندگی اجیرن ہو جائے تو اپنی اپنی راہ لینے کا اچھا سastrیقہ کون سا ہے؟ صلح کے ایام ہوں یا جنگ کے، غیر مسلموں سے مسلمانوں کے تعلقات کس طرح ہونے چاہئیں، چیز یہ ہے کہ اسلام نے مردوں اور عورتوں اور بچوں کے لیے مستقل آداب بتائے۔ انسان کی فطری ضرورت اور اس کی جبلت میں سے ہے کہ مرد اور عورت عہد بلوغت میں دونوں ایک دوسرے سے قریب ہوں، انس و محبت کے ماحول میں زندگی گزاریں اور باہم معاشرتی زندگی سے خوش و خرم ہوں، لیکن اس فطری ضرورت کی تکمیل کو کھلم کھلانہیں چھوڑ دیا گیا کیوں کہ اس سے دنیا میں فساد پیدا ہو گا، اور سکون و سکینت کی

تلاش میں سرگردان معاشرہ فتنہ و فساد کا کارخانہ بن جائے گا، اس کے لئے اسلام نے مستقل ایک نظامِ نکاح و مصاہرات بنایا، جس پر عمل کرتے ہوئے مرد اور عورت ایک رشتے میں مسلک ہو جاتے ہیں اور اس طرح دو دل آپس میں مل جاتے ہیں، اللہ رب العزت نے اس نظام کی برکت سے ان جوڑوں کے دلوں میں محبت کوٹ کوٹ کر بھر دی، جس کے نتیجہ میں ایک خاندان وجود میں آتا ہے جو باہم شیر و شکر ہو جاتا ہے اور آئندہ چل کر یہی مطمئن خاندان معاشرے کے امن و سکون کا عنوان بتاتا ہے۔

اگر ہر مرد اور عورت اس بات میں آزاد ہوتی کہ جو جس کے ساتھ بلا کسی ضابطے اور قید کے چاہے رہے، اور عیش کرے تو آج دنیا میں شاید کوئی زندہ ہی نہیں رہتا یا شاید دنیا کھنڈ رکا نمونہ ہوتی۔

چونکہ نسل انسانی کی بقاء اور معاشرے کے امن و سکون کا راستہ مرد اور عورت کی پر سکون زندگی سے ہو کر گزرتا ہے۔ اس لئے حمل و ولادت کے مرحلے سے گزر کر جب عورت ماں کا مقدس روپ اختیار کرتی ہے اور مرد کو باپ بننے کا اعزاز ملتا ہے اور نو مولود دونوں ہی نہیں بلکہ پورے خاندان کا تارہ اور ان کی آنکھ کا ٹھنڈک ہوتا ہے۔ اس مرحلے میں میاں بیوی کا رشتہ مزید بڑھ جاتا ہے اور اس کی تربیت کے نکتے پر وہ

ایک دوسرے سے زیادہ قریب ہو جاتے ہیں۔ بچہ کی ولادت کے بعد اتفاق و اتحاد اور انس و سکون کا ایک قبلہ میسر ہو جاتا ہے۔ جس نقطہ اتحاد پر دونوں کی نگاہیں مرکوز ہو جاتی ہیں، اور دونوں اس کی پرورش و پرداخت پر بہت سنجیدہ ہو جاتے ہیں، پتہ چلا کہ اس رشتہ مصاہرات سے صرف ایک جوڑے کا ملأپ ہی نہیں ہوتا بلکہ ایک خاندان وجود میں آ جاتا ہے اور مرد اور عورت کے خاندانوں کے درمیان یہ نومولود مزید مضبوط رابطہ کا عنوان بن جاتا ہے۔ اسلام تو بھائیجھے کو بھی ماموں کے خاندان کا ایک فرد قرار دیتا ہے۔ جیسا کہ حدیث میں آیا ہے: ”ابن اخت القوم منه“، اس طرح سے معاشرہ میں امن و چین کاررواج ہوتا ہے، لوگوں کو خوشیاں نصیب ہوتی ہیں، اور نسل انسانی کا تسلسل برقرار رہتا ہے۔ اس فطری جذبہ تسلیمان کے شرعی نظام سے جس کی اساس پر انسانی معاشرہ کی عمارت قائم ہے۔ اگر مرد و عورت کے ملأپ کی کوئی اور غیر شرعی صورت ہوتی تو اس کا انجام معاشرے میں بے چینی، قتل و خونزیزی اور بے سہار اور ناجائز اولاد کی شکل میں سامنے آتا جس سے معاشرے میں بگاڑ کے علاوہ کچھ نہ حاصل ہوتا۔ دنیا کے معاشرتی نظام

میں جو خلل پایا جاتا ہے اس کا حل صرف اسلام کے نظام نکاح و معاشرت میں ہے۔

قرآن و حدیث سے واقفیت رکھنے والوں پر اسلام کے امتیازات و خصائص مخفی نہیں ہے، لیکن ایک عام آدمی کو ضرورت ہوتی ہے کہ وہ اسلام کی خوبیوں کو اختصار کے ساتھ جان لے۔ اہل علم نے کتاب و سنت کی روشنی میں اسلام کے محسن اور اسلامی تعلیمات کی خوبیوں کو اجاگر کیا ہے۔

کچھ زیر نظر رسالہ ”دین اسلام کے محسن“ کے بارے میں: سعودی عرب کے مشہور عالم دین شیخ عبدالعزیز محمد السلمان رحمہ اللہ نے بہت ساری کتابیں تصنیف فرمائی ہیں جن میں اسلامی تعلیمات کو عام فہم اسلوب میں قاری کے سامنے پیش کیا گیا ہے۔ آپ کی کتابیں بڑی تعداد میں مفت تقسیم ہوتی رہی ہیں، اور اس سے لوگ فائدہ بھی اٹھاتے رہے ہیں، آپ کی عمدہ تصنیفات میں سے زیر نظر رسالہ محسن الدین الاسلامی بھی ہے جس کا اختصار اردو میں بہت زمانہ پہلے شائع ہو چکا ہے۔ مکتب توعیۃ الجالیات (ربوہ) کے تبلیغی پروگرام میں اس کتاب کی اردو اشاعت کے لئے از سر نو نسبتاً زیادہ جامع اردو نسخے

تیار کیا گیا ہے جس میں آیات قرآنیہ کے ساتھ ساتھ ان کے تراجم مجمع ملک فہد کے مترجم مصحف سے ماخوذ ہیں۔ نیز احادیث کو تخریج کے ساتھ ثبت کیا گیا ہے، اور ساتھ میں اس کا ترجمہ بھی دے دیا گیا ہے۔ زبان و بیان میں آسان اسلوب کو اختیار کیا گیا ہے، تاکہ اس کتاب سے زیادہ سے زیادہ لوگ فائدہ اٹھائیں، اس کتاب کی تیاری میں شعبہ جالیات کے ذمہ داروں کے ساتھ ساتھ جن لوگوں نے بھی ہاتھ بٹایا ہے وہ سب شکریہ کے مستحق ہیں، ان میں قابل ذکر شیخ ابو اسعد قطب محمد الاثری ہیں جنہوں نے کتاب کامراجعہ کیا، اور ہلال الدین ریاضی نے اسے کپوز کر کے اس قابل بنایا کہ یہ قارئین کے ہاتھوں میں جاسکے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مؤلف کتاب، ان کی آل اولاد اور اس اشاعت میں حصہ لینے والے سبھی شرکاء کی نیکیوں کو قبول کرے، اور ہمیں مزید اس بات کی توفیق دے کہ ہم زیادہ سے زیادہ کتاب و سنت کی تعلیمات کو عام کریں۔ و صلی اللہ علی نبینا محمد و علی آلہ و صحابة وسلم۔

دکتور عبد الرحمن بن عبد الجبار الفريوانی

استاذ حدیث جامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ، ریاض

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## مقدمة المؤلف

الحمد لله الذي تفرد بالجلال والعظمة والعز والكمال، وأشكره شكر عبد معترف بالتقدير عن شكر بعض ما أوليه من الإنعام والإفضال، وأشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له، وأشهد أن محمداً عبد ورسوله صلى الله عليه وعلى آله وصحبه وسلم تسليماً كثيراً.

سب تعريف اس اللہ کے لیے جو جلال و عظمت، عزت و کبریائی اور جمال میں مکتاوبے مثال ہے، اور میں اس کا شکر گزار ہوں اس بندہ شرمسار کی طرح جو اللہ کے فضل و انعام کا کامل طور پر شکر ادا نہ کرنے کا معترض ہے، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ کے بندے، اور اس کے رسول ہیں، اللہ ان پر اور ان کے آل واصحاب پر

خوب خوب درود و سلام نازل فرمائے۔

میں نے محسن دین اسلام کا ایک مجموعہ تیار کیا تھا اور اسے اپنی کتاب ”موارد الفطمان لدروس الزمان“ میں شامل کیا تھا، بعض محسینین نے یہ رائے دی کہ محسن اسلام کے اس مجموعہ کو کتاب سے الگ چھاپ کر مسلمانوں اور غیر مسلموں میں تقسیم کیا جائے، امید ہے اللہ تعالیٰ ان کو اس کے ذریعے نفع پہنچائے اور جنہیں ہدایت و توفیق دینا منظور ہو ان کے لیے اس کتاب کو ہدایت کا ذریعہ بنادے، اللہ سے دعا ہے کہ ہمارے اس عمل کو اپنی ذات کریم کے لیے خاص کر لے، اور جنہوں نے بھی اس کتاب کو چھپوا�ا، اور اس کی نشر اشاعت میں ہاتھ بٹایا، اور جنہوں نے اس کو پڑھا، اور سننا، سب کو اللہ اس کا اجر جز میل عطا فرمائے۔

إِنَّهُ سَمِيعٌ قَرِيبٌ مُحِبٌ، اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ

وَعَلَى آلِهِ وَسَلِّمَ.

## اسلام کی بعض اہم خوبیاں

اللہ کے بندو! اللہ تعالیٰ (جو کہنے والوں میں سب سے سچا ہے)

فرماتا ہے:

﴿الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتَمَّتُ عَلَيْكُمْ  
نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا﴾ (المائدۃ: ۳)

”آج میں نے تمہارے لیے دین کو مکمل کر دیا، اور تم پر اپنا النعام

بھرپور کر دیا، اور تمہارے لیے اسلام کو دین ہونے پر رضا مند ہو گیا۔“

اللہ تعالیٰ نے تمام ادیان پر دین کو غالب کر کے اسے مکمل فرمایا،

اور اپنے بندہ اور رسول محمد ﷺ کی مدد فرمائی، اور مشرکین کو بری

طرح رسوایکا، جو مسلمانوں کو ان کے دین سے روکنے کے لیے بڑے

حریص و بھند تھے، انہیں اس کی بہت لائق تھی، لیکن جب انہوں نے

اسلام کا غالبہ اور اس کی عزت و کامرانی دیکھی تو مسلمانوں کو اپنے دین

میں دوبارہ واپس لانے سے ہر طرح مایوس ہو گئے، اور ان سے گھبرا نے

گئے، اور اللہ عزوجل نے اپنی اس نعمت کو ہدایت، توفیق، غلبہ و تائید کے ذریعہ اپنے بندوں پر پوری کر دی، اور دین کی حیثیت سے اسلام کو ہمارے لیے پسند فرمایا، اور اسلام کو ہمی تمام دینوں میں ہمارے لیے منتخب فرمایا، اللہ کے نزدیک اسلام کے سوا کوئی دوسرا دین قابل قبول نہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَمَن يَتَّبِعْ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾ (آل عمران: ۸۵)

”اور جو شخص اسلام کے سوا اور دین تلاش کرے اس کا دین قبول نہ کیا جائے گا، اور وہ آخرت میں نقصان پانے والوں میں ہو گا۔“

## اللہ کے وجود اور توحید کے دلائل

اے لوگو! جن کے افکار و خیالات صاف سترے تھے، انہوں نے اسلام کے احکامات پر نظر دوڑائی تو اسے گلے سے لگالیا، اور جب اس کی عظیم حکمتوں پر غور و فکر کیا تو اسے محبوب بنالیا، اور جب ان دلوں پر

اسلام کے ابتدائی حکیمانہ مسائل کا سکھ جم گیا، تو انہوں نے اس کی عظمت و بڑائی کو تسلیم کر لی، اور جب آدمی صحیح سو جھ بوجھ، روشن بصیرت، اور صحیح فکر و نظر کا حامل ہوتا ہے تو اس کا رشتہ اسلام سے بہت مضبوط ہو جاتا ہے، کیونکہ اسلام میں بڑی خوبیاں اور عظیم فضائل موجود ہیں، جب اسلام نے توحید کے عقائد کو پیش کیا تو عقل سلیم کو بڑی راحت میسر ہوئی، اور سیدھی طبیعت نے اس کا اقرار کیا، نیز توحید اس اعتقاد کو دعوت دیتی ہے کہ پوری دنیا کا ایک ہی معبد حقیقی ہے جس کا کوئی شریک و ساجھی نہیں، وہ اول ہے اس کی کوئی ابتداء نہیں، اور وہ آخر ہے جس کی کوئی انتہا نہیں: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾ (الشوری: ۱۱)

”اس کے مثل کوئی چیز نہیں، اور وہ سنبھلے، اور دیکھنے والا ہے۔“  
وہی پوری قدرت والا، اور مطلق ارادے کا مالک، اور اس کا عالم پوری کائنات کو محیط ہے، ساری مخلوق کا اس کے سامنے جھکنا اور فرمابرداری کرنا لازم ہے، اور اسی کے مرضی کے مطابق عمل کرنا

ضروری ہے، اور اس کے تمام احکام کی بجا آوری واجب ہے، اور اس کی منع کی ہوئی چیزوں سے بچنا ضروری ہے اس نے نفس و آفاق میں دلائل و برائین قائم کیے ہیں، اور اصحاب عقل کو ان پر غور کرنے، اور ان سے دلیل حاصل کرنے کی ترغیب دی ہے، تاکہ ان کے ذریعہ اللہ کی معرفت اور عظمت حاصل کر کے اس کے حقوق کو ادا کر سکیں، چنانچہ تم بھی کبھار سوچتے ہو گے کہ خود تمہارا وجود اور کسی بھی چیز کا وجود کسی پیدا کرنے والے کے بغیر ممکن نہیں ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿أَمْ خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمُ الْخَالِقُونَ﴾ (الطور: ۳۵)

”کیا یہ بغیر کسی (پیدا کرنے والے) کے خود بخود پیدا ہو گئے ہیں؟ یا یہ خود پیدا کرنے والے ہیں؟“ -

رہی یہ بات کہ انسان اپنا خود موجود ہے تو اس بات کا کچھ لوگوں نے دعویٰ کیا ہے، لیکن انسان کا یو نہیں بغیر کسی پیدا کرنے والے کے پیدا ہو جانا یہ ایسی بات ہے جسے فطرت کی زبان ابتداء ہی سے انکار کرتی آئی ہے جس کے لیے کم یا زیادہ کسی بحث و جھٹ کی ضرورت نہیں، اور

جب یہ دونوں ہی مفروضے باطل ثابت ہوئے تو صرف یہی ایک حقیقت باقی رہ جاتی ہے جس کا اعلان قرآن کر رہا ہے، اور وہ یہ کہ مخلوق کو صرف اس اللہ نے پیدا کیا جو ایک اکیلا میکتا و بے نیاز ہے: ﴿لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُواً أَحَدٌ﴾ (الإخلاص: ۳-۴)

”جس نے نہ کسی کو جنم، اور نہ ہی وہ جنمگیا، اور نہ اس کا کوئی ہمسر ہے۔“

اور آدمی کبھی آسمان و زمین کی طرف نگاہ اٹھا کر سوچتا ہے کہ کیا اس انوں نے پیدا کیا ہے؟، کیونکہ آسمان و زمین نے اپنے آپ کو تو خود سے پیدا کیا نہیں ہے جیسا کہ انسان خود سے پیدا نہیں ہوا، اور کبھی آدمی جب عقل و نگاہ کے سامنے پہلی ہوئے آسمان کی طرف اپنی نگاہ ڈالتا ہے، اور اس میں چکتے سورج، روشن چاند، اور جھملاتے ستاروں کو دیکھتا ہے، تو زبان حال سے یہ کہنے لگتا ہے:

﴿تَبَارَكَ الَّذِي جَعَلَ فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا وَجَعَلَ فِيهَا سِرَاجًا وَقَمَرًا مُنِيرًا﴾ (الفرقان: ۶۱)

”بابرکت ہے وہ ذات جس نے آسمان میں برج (بڑے بڑے

ستارے) بنائے، اور اس میں آفتاب اور منور مہتاب بنایا۔

اور یہ بھی کہنے لگتا ہے: ﴿هُوَ الَّذِي جَعَلَ الشَّمْسَ  
ضِيَاءً وَالْقَمَرَ نُورًا وَقَدَرَهُ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوا عَدَدَ السَّيْنَينَ  
وَالْحِسَابَ﴾ (یونس: ۵)

”وَهُوَ اللَّهُ تَعَالَى أَيَّا هُوَ جَسَنْ نَهْ آفَاتَ كُوچِكْتَهْ وَهَا بَنَا يَا، اور چاند  
کو نورانی بنایا، اور اس کے لیے منزلیں مقرر کیں، تاکہ تم برسوں کی گنتی  
اور حساب معلوم کر لیا کرو۔“

پھر یوں گویا ہو گا: ﴿فَالِّقُ الْإِصْبَاحِ وَجَعَلَ اللَّيْلَ  
سَكَنًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا ذَلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ  
الْعَلِيمِ﴾ (الأنعام: ۹۶)

”وَهُوَ (اللَّهُ تَعَالَى) صبح کا نکلنے والا ہے، اور اس نے رات کو  
راحت کی چیز بنایا ہے، اور سورج و چاند کو حساب سے رکھا ہے، یہ ٹھہرائی  
بات ہے ایسی ذات کی جو کہ قادر ہے اور بڑے علم والا ہے۔“

نیز یوں کہتا ہے: ﴿أَفَلَمْ يَنْظُرُوا إِلَى السَّمَاءِ فَوْقَهُمْ

کیفَ بَنَيْنَاهَا وَزَيَّنَاهَا وَمَا لَهَا مِنْ فُرُوجٍ ﴿۶﴾ (سورة ق: ۶)  
 ”کیا انہوں نے آسمان کو اپنے اوپر نہیں دیکھا؟ کہ ہم نے اسے  
 کس طرح بنایا ہے، اور زینت دی ہے، اس میں کوئی شکاف نہیں۔“ -

نیز کہتا ہے: ﴿أَوَلَمْ يَنْظُرُوا فِي مَلَكُوتِ السَّمَاوَاتِ  
 وَالْأَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللَّهُ مِنْ شَيْءٍ﴾ (الأعراف: ۱۸۵)  
 ”کیا ان لوگوں نے غور نہیں کیا آسمانوں اور زمین کے عالم  
 میں اور دوسری چیزوں میں جو اللہ نے پیدا کی ہیں۔“ -

نیز کہتا ہے:

﴿الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ طِبَاقًا مَا تَرَى فِي  
 خَلْقِ الرَّحْمَنِ مِنْ تَفَاقُوتٍ فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرَى مِنْ  
 فُطُورٍ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتِينِ يَنْقِلِبُ إِلَيْكَ الْبَصَرُ  
 خَاسِيًّا وَهُوَ حَسِيرٌ﴾ (الملک: ۴-۳)

”جس نے سات آسمان اور تلهے بنائے (تو دیکھنے والے) اللہ  
 رحمن کی پیدائش میں کوئی بے ضابطی نہ دیکھے گا، دوبارہ (نظریں ڈال کر)

دیکھ لو، کیا کوئی شگاف بھی نظر آ رہا ہے، پھر دہرا کر دوبارہ دیکھ لو، تمہاری نگاہ تمہاری طرف ذلیل (وعا جز) ہو کر تھکی ہوئی لوٹ آئے گی۔“

نیز کہتا ہے: ﴿وَفِي الْأَرْضِ قِطْعٌ مُّتَجَاوِرَاتٌ وَجَنَّاتٌ مَّنْ أَعْنَابٌ وَزَرْعٌ وَنَخِيلٌ صِنْوَانٌ وَغَيْرٌ صِنْوَانٌ يُسْقَى بِمَاءٍ وَاحِدٍ وَنُفَضِّلُ بَعْضُهَا عَلَى بَعْضٍ فِي الْأُكُلِ﴾ (الرعد: ۴)

”اور مختلف ٹکڑے ایک دوسرے سے لگتے لگاتے ہیں، اور انگوروں کے باغات ہیں، اور کھیت ہیں، اور کھجوروں کے درخت ہیں، شاخ دار اور بعض ایسے ہیں جو بے شاخ ہیں، سب ایک ہی پانی پلانے جاتے ہیں، پھر بھی ہم ایک کو ایک پر بچلوں میں برتری دیتے ہیں۔“

انگور کے درخت کو ڈھنل (اندر رائی کا درخت جو سخت کڑوا ہوتا ہے) کے بغل میں زمین کے ایک ہی ٹکڑے میں تم دیکھتے ہو، دونوں ایک ہی پانی سے سیراب ہوتے ہیں، ہر درخت کی جڑیں زمین سے اپنی مناسب غذا چوس رہی ہیں جس سے ان کا ڈھانچہ اور زندگی قائم

ہے، اور ہر درخت اپنا اپنا پھل دیتا ہے، جو دوسرے درخت کے پھل سے رنگ، مز اور بو میں بالکل مختلف ہوتا ہے، اور اسی طرح آس پاس کے دوسرے درختوں کا بھی یہی حال جن کی زمین ایک اور پانی ایک ہے لیکن رنگ اور مز االگ الگ ہے، کیا یہ پتہ نہیں دیتیں کہ ایک بنانے والے، حکیم قادر کا وجود برحق ہے؟ ﴿إِنَّ فِي ذَلِكَ لَا يَةً﴾

”بیشک اس میں اللہ کی بڑی نشانی ہے۔“

کبھی آدمی آسمان سے نازل ہونے والے پانی کی طرف دیکھتا ہے جس سے زندگی کا سہارا قائم ہے، اگر اللہ چاہتا تو اسے کھارا بنادیتا جس سے کوئی فائدہ نہ ہوتا، اور کبھی اللہ اپنی وحدانیت اور ملک و تدبیر میں اپنی انفرادیت پر کلام کرتا ہے، یعنی: ﴿مَا اتَّخَذَ اللَّهُ مِنْ وَلَدٍ وَمَا كَانَ مَعَهُ مِنْ إِلَهٌ﴾ (المؤمنون: ۹۱)

”اللہ نے کوئی اولاد نہیں بنائی، اور نہ اس کے ساتھ کوئی معبدو ہے۔“ اور دوسری آیت میں مختصر الفاظ اور عظیم معنی کے ساتھ ارشاد فرمایا: ﴿لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا﴾ (الأنبياء: ۲۲)

”اگر آسمان و زمین میں اللہ کے سوا اور کوئی معبود ہو تو تاتو آسمان و زمین تباہ ہو چکے ہوتے۔“

ان کے علاوہ دوسرے بہت سے دلائل ہیں، اور اللہ نے اپنے بندوں کے لیے ایسی عبادتیں مشروع کی ہیں، جو نفوس کو سنوارتی اور اس کی صفائی کرتی ہیں، اور تعلقات کو منظم اور قوی کرتی ہیں، اور دلوں کو جوڑتی اور اسے پاکیزہ بناتی ہیں، اسلام اسی تعلیم کو لے کر نعمودار ہوا جس کی دعوت پر تمام رسول متفق تھے، ارشاد باری ہے:

﴿شَرَعَ لَكُم مِّنَ الدِّينِ مَا وَصَّى بِهِ نُوحًا وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى وَعِيسَى أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ وَلَا تَتَفَرَّقُوا فِيهِ كُلُّ عَلَى الْمُشْرِكِينَ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ اللَّهُ يَحْتَبِي إِلَيْهِ مَنِ يَشَاءُ وَيَهْدِي إِلَيْهِ مَنْ يُنِيبُ﴾ (الشوری: ۱۳)

”اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے وہی دین مقرر کر دیا ہے جس کے قائم کرنے کا اس نے نوح (علیہ السلام) کو حکم دیا تھا، اور جو (بذریعہ

وہی) ہم نے تمہاری طرف بھیج دی ہے، اور جس کا تاکیدی حکم ہم نے ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ (علیہم السلام) کو دیا تھا کہ اس دین کو قائم رکھنا اور اس میں پھوٹ نہ ڈالنا، جس چیز کی طرف آپ انھیں بلار ہے ہیں، وہ تو (ان) مشرکین پر گراں گزرتی ہے، اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اپنا بر گزیدہ بندہ بناتا ہے، اور جو بھی اس طرف رجوع کرے وہ اس کی صحیح رہنمائی کرتا ہے۔

اے اللہ! ہمارے دلوں کو نور ایمان سے منور فرماء، اور ہمیں ہمارے نفس اور شیطان کے شر سے پناہ میں رکھ، اور اپنی اطاعت کی ہمیں توفیق دے، اور نافرمانی سے ہمیں بچا، اور اے ارحم الراحمین! اپنی رحمت سے ہم کو اور ہمارے والدین کو اور تمام مسلمانوں کو بخش دے، و صلی اللہ علی محمد و علی آلہ و صحابة وسلم۔

## فصل

تمام انصاف پسند محققین نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ ہر مفید علم خواہ وہ دینی ہو یا دنیاوی یا سیاسی قرآن نے اسے اچھی طرح واضح کر دیا ہے، چنانچہ اسلامی شریعت میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس کو عقل محال سمجھتی ہو، بلکہ اس میں وہی باتیں ہیں جن کی صداقت و افادیت و درستگی کی عقل سلیم شہادت دیتی ہے، اسی طرح اسلام کے تمام احکام عدل و انصاف پر مبنی ہیں، ان میں کسی طرح کی کوئی ظلم و زیادتی نہیں، جس چیز کا بھی اسلام نے حکم دیا وہ سراسر بھلائی یا اس کی طرف لے جانے والی ہے، اور جس چیز سے اس نے منع فرمایا وہ سراسر شرود برائی ہے، یا کم از کم اس کی برائی اس کی اچھائی پر غالب ہے، عقلمند ہو شیار آدمی جب بھی اسلام کے احکامات پر غور کرتا ہے تو اس کا ایمان و اخلاص مضبوط ہو جاتا ہے، اور جب وہ اس دین متنیں کی دعوت پر غور کرتا ہے تو یہ پاتا ہے کہ اسلام مکار م اخلاق کی دعوت دیتا ہے، نیز صدق و صفائی،

پاکدا منی اور عدل و انصاف، عہد کی پاندی، امانتوں کی ادائیگی، یتیم اور مسکین کے ساتھ حسن سلوک، پڑوسی کے ساتھ اچھا برتاؤ، مہمان کی عزت و تکریم، اور اچھے اخلاق سے آراستہ ہونا، میانہ روی اور اعتدال کے ساتھ زندگی کی لذتوں سے لطف اندوڑ ہونا، نیکی اور تقویٰ کی دعوت دیتا ہے، اور بے حیائی و منکر (خلاف شرع) اور گناہ و زیادتی سے روکتا ہے، وہ صرف انہیں باتوں کا حکم دیتا ہے جس کا فائدہ دنیا کو سعادت و فلاح کی صورت میں حاصل ہوتا ہے، اور انہیں باتوں سے روکتا ہے جو لوگوں میں بد بختی اور نقصان کا باعث ہوتی ہے۔

## شرائع اسلام کے محسن

اور اسلام کے بڑے بڑے شرائع کے محسن پر غور کرو، یعنی نماز قائم کرنے، زکاۃ ادا کرنے، رمضان کا روزہ رکھنے، اور بیت اللہ کا حج کرنے۔

## نماز کے محسن

جب تم نماز پر غور کرو گے تو تمہیں معلوم ہو گا کہ نماز بندہ اور اللہ کے درمیان ایک خصوصی تعلق ہے، تم اس میں اللہ کے لیے اخلاص اور اس کی طرف توجہ اور ادب و احترام، ثناء و دعا، اور خضوع اور بندہ کی طرف سے اپنے رب کے لیے عظمت و جلال کا مظہر پاؤ گے، اور اپنے آقا و مالک کے لیے تعظیم و تقدیس و کبریائی واجبی طور پر بیان کرنے کی راہ دکھاتا ہے، شان غلامی آقا کے حضور میں ہوتی ہے، آدمی اپنے رب کے سامنے کھڑا ہو کر اعتراض کرتا ہے کہ وہ ہر چیز سے بڑا ہے، اور وہی عظمت و بزرگی کا مستحق ہے (اللہ اکبر)، پھر بندہ اللہ کے شایان شان اس کی حمد و شناختی کرتا ہے، اور بندگی میں صرف اسی کو خاص کرتا ہے، اور اسی سے آہ و زاری کرتے ہوئے مدد کا طالب ہوتا ہے کہ اللہ ہمیں صراط مستقیم کی طرف رہنمائی کر دے، اور ان لوگوں کی راہ دکھلا جن پر تو نے توفیق وہدایت کا انعام کیا، اور ان لوگوں کی راہ سے بچائے جن پر تیرا

غضب نازل ہوا کیونکہ وہ سید ہی راہ کو معلوم کر کے بھی اس سے مخرف ہو گئے، اور اللہ انہیں گمراہ لوگوں کی راہ سے دور رکھے، جو راہ حق سے ہٹ گئے، جنہوں نے اپنی خواہشات اور شیاطین کی غلامی کی۔ اور اس وقت نفس اللہ کی عظمت اور اس کی ہیبت و جلال سے بھر جاتا ہے، اور پھر بندہ اپنے معززاً اعضاء کے بل اللہ کے حضور سجدہ ریز ہو جاتا ہے، اور ذلت و مسکنت کا اظہار اس ذات کے سامنے کرتا ہے جس کے ہاتھ میں آسمانوں اور زمینوں کی کنجیاں ہیں، دینی حیثیت سے نماز کی خصوصیات دراصل رب العالمین کے سامنے جھکنا، اور اس قاہر قادر کی عظمت کا اعتراف ہے، اور جب دل اس حقیقت کو اچھی طرح سمجھ جاتا ہے، اور نفس اللہ کی ہیبت سے بھر جاتا ہے، تو آدمی حرام چیزوں سے رک جاتا ہے، اور یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کیونکہ نماز کی بابت اللہ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ  
وَلَذِكْرُ اللَّهِ أَكْبَرُ﴾ (العنکبوت: ۴۵)

” بلاشبہ نماز بے حیائی و برائی سے روکتی ہے، بیشک اللہ کا ذکر  
بہت بڑی چیز ہے۔“

اور نماز دین و دنیا کے کاموں میں نمازی کی سب سے بڑی  
معاون ہے، اللہ کا ارشاد ہے:

﴿وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ﴾ (البقرة: ۴۵)

” صبر اور نماز کے ساتھ مدد طلب کرو۔“

## نماز کے دینی و دنیاوی فوائد

نماز دینی امور میں اس طرح معاون ہے کہ بندہ جب نماز کا  
پابند ہو جاتا ہے، اور اس پر مدد او مدت کرتا ہے تو نیکیوں میں اس کی رغبت  
بڑھ جاتی ہے، اور بندگی آسان ہو جاتی ہے، اور نفس کے اطمینان اور اجر  
و ثواب کے حصول، نیکی کی امید کے جذبے سے احسان کرنے لگتا ہے،  
اور دنیاوی مصالح میں نماز اس طرح معاون ہے کہ وہ مشقت کو آسان  
کر دیتی ہے، اور مصیبتوں میں تسلی کا ذریعہ بنتی ہے، اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ

اچھے عمل کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا، بلکہ اس کے کاموں کو آسان کر کے اور اس کے مال و اعمال میں برکت عطا کر کے اس کو جزا دیتا ہے۔

اور نماز بآجاعت ادا کرنے سے تعارف، ملاقات، محبت و مہربانی اور رحم دلی حاصل ہوتی ہے، اور چھوٹے بڑے میں وقار اور محبت بڑھتی ہے، اور اس سے نماز کی کیفیت کی عملی تعلیم حاصل ہوتی ہے۔

## زکاۃ کے فوائد و محاسن

اور زکاۃ کی فرضیت پر غور کرو تم کو بڑے عظیم محاسن نظر آئیں گے، مثلاً فقیروں کی حالت کی سدھار، مسکینوں کی حاجت روائی، قرض دار کے قرض کی ادائیگی، اہل جود و سخا جیسا اخلاق پیدا ہونا، کمینوں کے اخلاق سے دوری، نیز زکاۃ تھوڑا خرچ کرنے پر بھی دل کو دنیا کی محبت سے پاک کر دیتی ہے، اس سے مال تمام حسی اور معنوی کمیوں و خرابیوں سے محفوظ ہو جاتا ہے، نیز زکاۃ سے جہاد فی سبیل اللہ اور ان تمام کاموں میں بڑی مدد ملتی ہے جن سے مسلمان بے نیاز نہیں

ہو سکتے، اسی طرح سے فقیروں کے حملہ سے بچاؤ ہوتا ہے، اور یہ سماج کی بہترین دوا، اور نفوس کا علاج ہے، اس سے آدمی بخیلی کی رذالت سے پاک و صاف ہو جاتا ہے، اللہ کا ارشاد ہے: ﴿وَمَنْ يُوقَ شُحًّا نَفْسِيهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ (الحشر: ۹)

”جو بھی اپنے نفس کے بخل سے بچایا گیا وہی کامیاب (اور بامراود) ہے۔“

زکاۃ کا ایک عظیم فائدہ یہ بھی ہے کہ اگر اسے مالدار صحیح طور پر ادا کریں تو انہا پسند سو شلزم اور ظالمانہ کمیونزم کی جڑکٹ جائے، نیز اگر زکاۃ پوری ادا کر دی جائے تو اس سے حکام کو راحت حاصل ہو، اور ان کی کوششیں ان چیزوں پر صرف ہوں جن کا نفع امت کو فلاح اور زندگی کی خوش حال کی شکل میں نمودار ہو۔

## روزے کے فوائد و محاسن

روزہ اور اس کے محاسن پر غور کرو، ان محاسن میں سے چند

قابل ذکر یہ ہیں:

☆ روزہ انسان میں فقراء کے ساتھ رحم و پیار کی فضیلت اور تنگ دستوں پر رحم دلی کی خوبی پیدا کرتا ہے، کیونکہ انسان جب بھوکا ہوتا ہے تو بھوکے فقیر کو یاد کرتا ہے، اور جب وہ کھانے سے رک جاتا ہے تو اپنے اوپر اللہ کی نعمت کا فضل محسوس کر کے اس کا شکردا کرتا ہے۔

ہلہ روزہ صبر اور بردباری پر نفس کو طاقت درکرتا ہے، اور یہ دونوں عادات انسان کو ہر اس کام سے روکتی ہیں جس سے غصب بھڑکتا ہے، کیونکہ روزہ آدھا صبر ہے، اور صبر آدھا ایمان ہے۔

ہلہ روزہ جسم کو فاسد مادوں سے صاف کرتا ہے۔

ہلہ روزہ نفوس کو سنوارتا ہے، اور روحوں کی صفائی کرتا ہے، جسموں کو پاک کرتا ہے، باطنی قویٰ کی حفاظت، اور اسے نقصان دہ چیزوں سے بچانے میں روزہ میں ایک انوکھی تاثیر ہے، ان کے علاوہ روزہ ایک عبادت ہے، اور حکم الہی کی فرمانبرداری ہے، اور روزہ میں جو مشقت اٹھانی پڑتی ہے وہ ثواب کی امید، قرب الہی اور اجر عظیم کی لائچ میں اللہ کی رضاۓ کے حصول کے مقابلہ میں اس کی کوئی حیثیت نہیں۔

## حج کے فوائد و محاسن

حج بیت اللہ کے محاسن پر غور کرو کہ حج مسلمان خاندانوں کو جمع کرنے کا سب بڑا ذریعہ ہے، لوگ دنیا کے مشرق و مغرب سے آکر ایک میدان میں جمع ہو جاتے ہیں، ایک اللہ کی بندگی کرتے ہیں، سب کے دل ایک ہوتے ہیں، اور ان کی روحیں حج میں ایک دوسرے سے منوس ہو جاتی ہیں، مسلمان دینی میل جوں اور وحدت اسلامی کی قوت کو یاد کرتے ہیں، اور حج میں انبیاء و مرسلین کے حالات اور پاک باز مخلصین کی مقامات کو یاد کیا جاتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلَّى﴾ (البقرة: ۱۲۵)

”تم مقام ابراہیم کو جائے نماز مقرر کرو“

☆ اور حج امام الانبیاء سید المرسلین کے حالات اور حج میں ان کے ان مقامات کو جو عظیم ترین مقامات ہیں یاد دلاتا ہے، اور یہ یاد اعلیٰ ترین یادوں میں سے ہے کیونکہ وہ عظیم ترین رسولوں ابراہیم و محمد ﷺ کے حالات

اور ان کی عظیم الشان یادگاروں، اور ان کی بہترین عبادتوں کو یاد دلاتا ہے، اور جوان یادگاروں کو یاد کرتا ہے وہ رسولوں پر ایمان لانے والا، اور ان کی تعظیم کرنے والا ہے، ان کے بلند مقامات سے متاثراً اور ان کی اور ان کے آثار حمیدہ کی اقتداء کرنے والا ہے، ان کے مناقب و فضائل کو یاد کرنے والا ہے، چنانچہ اس سے بندہ کا ایمان اور یقین بڑھ جاتا ہے۔

☆ اور حج کے محسن میں سے یہ بھی کہ اس سے نفس صاف ہوتا ہے، خرج کرنے کا عادی بتاتا ہے، مشقتیں برداشت کرنے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے، زینت اور تکبر چھوڑنے کا عادی ہوتا ہے۔

☆ اور یہ فائدہ بھی ہے کہ آدمی حج میں خود کو دوسروں کے برابر محسوس کرتا ہے، اور وہاں نہ کوئی بادشاہ ہے نہ غلام، نہ کوئی مالدار ہے نہ فقیر، بلکہ سب برابر ہیں۔

☆ اور حج کے فوائد میں سے یہ بھی ہے کہ سفر حج میں مختلف شہروں میں آنے جانے سے وہاں کے باشندگان کا حال، اور ان کے عادات و تقالید کا علم حاصل ہوتا ہے، اور مہبتوں اور انبیاء و رسول کے مقامات کی زیارت کرتا ہے۔

☆ حج کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ وہ اس عظیم اجتماع کو یاد دلاتا ہے جو ایک میدان میں واقع ہونے والا ہے جہاں پکارنے والا لوگوں کو سنائے گا، اور نگاہ ان تک پہونچے گی، اور یہ اجتماع میدانِ حشر میں ہو گا۔

﴿يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ (المطففين: ٦)

”جس دن لوگ اللہ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے، ننگے پاؤں، ننگے بدن ہوں گے۔“

☆ اور ایک فائدہ یہ بھی کہ نفس، اہل و عیال کی جدائی کا خوگر ہو جائے، کیونکہ ان سے جدا ہونا تو بہر حال ضروری ہے، لیکن اگر ان سے اچانک جدائی ہو جائے تو جدا ہوتے وقت بڑا عظیم صدمہ پہونچتا ہے۔

☆ اور حج کا ایک فائدہ یہ بھی کہ حاجی جب سفر کا ارادہ کرتا ہے تو دوران سفر کی تمام ضروریات کے لیے تو شہ جمع کرتا ہے، اسی طرح اس کو سفر آخرت کے لیے بھی تو شہ اکٹھا کرنا چاہئے، جو نہایت طویل سفر ہے، جہاں جا کر واپسی نہیں ہے، یہاں تک کہ اللہ اولین و آخرین سب کو جمع کر دے، حاجی اپنے سفر حج کے دوران اجنبی شہروں میں اپنی ضرورت کا

سامان پا سکتا ہے، لیکن سفر آخرت میں جن چیزوں کا وہ محتاج ہو گا ان میں سے صرف وہی پائے گا جسے اس نے دنیا میں اپنی آخرت کے لیے جمع کیا ہو گا، اللہ کا ارشاد ہے:

﴿وَتَرْوَدُواْ فِإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَىٰ﴾ (البقرة: ۱۹۷)

”اور اپنے ساتھ سفر خرچ لے لیا کرو، سب سے بہتر تو شہ اللہ

کا ذر ہے۔“

☆ اور حج کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ حاجی اللہ پر توکل کا عادی ہو جاتا ہے کیونکہ یہ ممکن نہیں کہ جن چیزوں کی اسے سفر حج میں ضرورت ہے ان سب کو اپنے ساتھ لے جائے، لہذا جتنا ساتھ لے جا سکا اس میں، اور نہ لے جا سکا اس میں اللہ پر توکل کرنا ضروری ہے، اس طرح جن چیزوں کی اسے ضرورت ہے سب میں اللہ پر توکل کا وہ عادی ہو جاتا ہے۔

☆ اور حج کی ایک اہم خوبی یہ بھی ہے کہ جب حاجی احرام باندھتا ہے، تو زندوں کا سلا ہوا لباس اتار کر مردوں کے لباس کے مشابہ لباس پہنتا ہے، اس طرح وہ اپنے آگے کی منزل کی تیاری کرتا ہے، ان کے علاوہ دوسرا سے محسن ہیں جن کا شمار کرنا مشکل ہے۔

## جہاد فی سبیل اللہ کے فوائد و محسن

اس کے بعد تم جہاد فی سبیل اللہ کے محسن پر غور کرو، جس میں اللہ کے دشمنوں کو ہلاک کیا جاتا ہے، اور محبانِ رب کی مدد کی جاتی ہے، لکھنے اسلام کو بلند کیا جاتا ہے، اور کافر کو کفر جیسی قیچیز چھوڑنے کی ترغیب دی جاتی، اور سب سے بہتر چیز کی طرف آنے کی رغبت دلائی جاتی ہے، اور جہاد میں آدمی کو جانور کے درجہ سے نکالا جاتا ہے، کافروں کے بارے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنْ هُمْ إِلَّا كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ﴾ (الفرقان: ۴۴)  
”یہ جانور جیسے بلکہ ان سے بدتر ہیں“

☆ اور جہاد کے فضائل میں یہ بھی ہے کہ مجاہدین کو ابدی زندگی نصیب ہوتی ہے، اس طرح کہ اگر اس نے قتل کیا تو اللہ کے دین کو بلند کیا، اور اگر شہید کیا گیا تو اپنے آپ کو زندہ کر لیا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَلَا تَحْسِبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ

أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ ﴿آل عمران: ۱۶۹﴾

”جو لوگ اللہ کی راہ میں شہید کئے گئے ہیں، ان کو ہرگز مردہ نہ سمجھیں بلکہ وہ زندہ ہیں، اپنے رب کے پاس روزیاں دیئے جاتے ہیں۔“  
☆ جہاد میں مجاہد کو بڑا عظیم ثواب ملتا ہے۔

☆ اور اس سے مسلمانوں کی تعداد بڑھتی اور کفار کی تعداد کم ہوتی ہے۔  
☆ اور اس کی سب بڑی خوبی یہ ہے کہ جہاد حکم الہی کی فرمانبرداری ہے  
اللہ کا ارشاد ہے:

﴿وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتْنَةً﴾ (البقرة: ۱۹۳)

”ان سے لڑوجب تک کہ فتنہ نہ مٹ جائے۔“

اور اس کا ارشاد ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قَاتِلُوا الَّذِينَ يَلُونَكُم مِّنَ الْكُفَّار﴾ (التوبہ: ۱۲۳)

”اے ایمان والو! ان کفار سے لڑوجو تمہارے آس پاس ہیں۔“

☆ اور محاسن جہاد میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ فتح و نصرت کی صورت میں مسلمان مال غنیمت پاتے ہیں، شکر کرتے ہیں، اور اپنی طاقت

وقت کا احساس کرتے، اور اگر کفار ان پر غالب آگئے تو سمجھتے ہیں کہ اس کا سبب محض ان کی معصیت اور گناہ ہے، اور ان کی کمزوری اور باہمی نزاع ہے، ایک صورت میں وہ اللہ کی طرف توبہ اور گریہ وزاری کے ساتھ پناہ ڈھونڈتے ہیں۔

☆ اور جہاد کی خوبی یہ بھی ہے کہ اس کا چھوڑ دینا ذلت کا سبب ہے جیسا کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا:

إِذَا تَبَيَّنْتُمْ بِالْعِينَةِ وَأَخَذْتُمْ أَذْنَابَ الْبَقَرِ، وَرَضَيْتُمْ  
بِالرَّزْرَعِ، وَتَرَكْتُمُ الْجِهَادَ، سَلَطَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ ذُلَّةً  
لَا يَنْزِعُهُ حَتَّى تَرْجِعُوا إِلَى دِينِكُمْ۔

أبو داود / البيوع ۵۶ (۳۴۶۲)، مسنند أحمد (۴۲/۲) (صحیح)

”جب تم بیع عینہ کرنے لگو گے، گایوں بیلوں کے دم تھام لو گے، کھیتی باڑی میں مست و مگن رہنے لگو گے، اور جہاد کو چھوڑ دو گے، تو اللہ تعالیٰ تم پر ایسی ذلت مسلط کر دے گا، جس سے تم اس وقت تک نجات و چھٹکارانہ پاسکو گے جب تک اپنے دین کی طرف لوٹ نہ آؤ گے۔“

☆ اور جہاد کے محاسن میں سے نفاق سے بچنا بھی ہے جیسا کہ حدیث میں ہے:

« مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَغُرُّ، وَلَمْ يُحَدِّثْ نَفْسَهُ بِالْغَرْوِ،  
مَاتَ عَلَى شُعْبَةِ مِنْ نِفَاقٍ ». .

مسلم/الإمارة ۴۷ (۱۹۱۰)، نسائي/الجهاد ۲ (۳۰۹۹)، مسنند  
احمد (۳۷۴/۲)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص مر گیا، اور اس نے نہ جہاد کیا اور نہ ہی کبھی اس کی نیت کی، تو وہ نفاق کی قسموں میں سے ایک قسم پر مرا۔“

اور دوسری حدیث میں ہے: « مَنْ لَقِيَ اللَّهَ بِغَيْرِ أَثْرٍ مِنْ جِهَادٍ، لَقِيَ اللَّهَ وَفِيهِ ثُلْمَةً ». .

ترمذی/فضائل الجهاد ۲۶ (۱۶۶۶) ابن ماجہ/الجهاد ۵ (۲۷۶۳)،  
(ضعیف) (اس حدیث کے راوی اسماعیل بن رافع کا حافظ کمزور تھا)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص

جہاد کے کسی اثر کے بغیر اللہ تعالیٰ سے ملے، تو وہ اس حال میں اللہ سے ملے گا کہ اس کے اندر خلل (نقض و عیب) ہو گا۔

اور دوسری حدیث میں ہے: «مَا تَرَكَ قَوْمٌ جِهَادًا إِلَّا  
عَمِّهُمُ اللَّهُ بِالْعَذَابِ»۔

المعجم الأوسط ۴/ ۱۴۸، رقم الحديث: ۳۸۳۹ (صحیح الإسناد)

”جو قوم جہاد کو چھوڑ دے گی، تو اللہ اس پر عذاب کو عام کر دے گا“

☆ اور محسن جہاد میں یہ بھی ہے تکلیف اور آرام کی حالت اور پسند اور ناپسند دونوں حالتوں میں اولیاء اللہ کی بندگی سے لوگوں کو آزاد کرانا اور اس کے علاوہ دوسرے وہ دلائل ہیں جو اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے جہاد فی سبیل اللہ کے محسن کو بیان کرتے ہیں۔

## بعض و شراء کے محسن

اس کے علاوہ شریعت نے معاملات کی بابت جو ہدایات دی ہیں ان پر بھی غور کرو، چنانچہ خرید و فروخت کی خوبی یہ ہے کہ آدمی

اپنے کھانے، پینے، پیننے اور رہنے کی ضروریات کو پالیتا ہے، اور اس کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ وہ اس کے حصول کی مسافت کو طے کرتا ہے، اس لیے کہ جو شخص کسی چیز کو اس کی اصلی جگہ سے حاصل کرنا چاہے گا تو اسے سفر اور سواری پر سوار ہونے، اور خطرات برداشت کرنی پڑے گی، اور جب وہ خرید و فروخت کے ذریعہ اس چیز کو پا جائے گا تو خطرات سے محفوظ ہو جائے گا، اور سفر کی مشقت اس سے دور ہو جائے گی، خیال کرو کہ عود، اور مشک اور موڑ گاڑیاں، اور مشینیں نیز کپڑے، اور الائچی اور شکر وغیرہ کے اصلی مقامات کتنے دور ہیں، تو بندوں پر اللہ کی یہ مہربانی ہے کہ اس نے اپنے بعض بندوں کو بعض کے تالع کر دیا ہے، اور شریعت کاملہ نے تمام قسم کے معاملات کا حل پیش کر دیا ہے جیسے کرایہ، اور کمپنیوں کے ہاں وہ چیزیں جن کی حرمت پر دلیل واضح ہے مثلاً جن چیزوں میں نقصان، ظلم یا جہالت وغیرہ ہے، چنانچہ جو شخص شرعی معاملات (لین دین) پر غور کرے گا، تو وہ دیکھئے گا کہ امور شریعت دین دنیا کی بھلائی پر مرتب ہیں، اور غور کرنے والا گواہی دے گا کہ اللہ کی رحمت، اور اس کا کرم اس کے بندوں پر وسیع ہے، اور اس کی حکمت نے

اس کے بندوں کے لیے تمام پاکیزہ چیزوں کو مباح کر دیا ہے، اور صرف اسی چیز سے منع کیا جو نجس، اور دین، عقل و بدن یا مال کو نقصان پہنچانے والی ہے۔

## کرایہ داری کے فوائد

کرایہ داری کا فائدہ تو یہ ہے کہ معمولی سے عوض اور تھوڑے سے مال کے بد لے لوگوں کی ضرورتیں پوری ہو جاتی ہیں، کیونکہ ہر شخص رہنے کے لیے مکان اور سواری کے لیے گاڑی، اور ہوائی جہاز نہیں رکھ سکتا، اور نہ آٹا پینے کے لیے چکی، اور نہ اپنے مالوں کے لیے تجویریاں بناسکتا ہے، اور کئی قسم کی بے شمار چیزوں جن کے لیے کرایہ داری کا جواز پیدا ہوا، اور صلح کے محسن کا ذکر ضروری نہیں، اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد کافی ہے:

﴿وَالصُّلْحُ خَيْرٌ﴾ (النساء: ۱۲۸)

”صلح ہی میں خیر ہے۔“

## وکالت اور کفالت کی خوبیاں

ان دونوں میں وہ نیکیاں ہیں جو کسی پر منفی نہیں، چاہے وہ شریعت کا معتقد ہو یا نہ ہو، اور شریعت کو سمجھتا ہو یا نہ سمجھتا ہو، بہر حال اسے وکالت اور کفالت کی ضرورت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو پیدا کیا، اور انہیں قصد وارادہ میں مختلف بنایا، نہ تو ہر شخص خود کام کرنا چاہتا، اور نہ ہر شخص کو معاملات کی حقیقت تک رسائی ہوتی ہے، چنانچہ یہ اللہ کا کرم ہے کہ اس نے اپنی مخلوق میں وکالت اور کفالت کو مباح قرار دیا، اس لیے صاحب معاملہ حضرات سارے خرید و فروخت کا کام خود سے کریں یہ ان کے شایاں شان نہیں، کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے سنت تواضع کی تعلیم اور اس کے جواز کو بیان کرنے کے لیے بعض کاموں کو خود کیا، اور بعض کاموں کو دوسرا کے پر دکیا ہے، چنانچہ قربانیاں خود بھی کیں ہیں، اور علیؑ کو بھی اپنے قربانی کے جانور کو ذبح کرنے کے لیے سونپا۔

☆ اور کفالت کی خوبی یہ ہے کہ اس میں نرمی اور پیار اور بھائی چارگی کے حقوق کی رعایت کی گئی ہے، ایک کی ذمہ داری دوسرے کے حوالہ کی جاتی ہے، جس سے ذمہ داری قبول کرنے والے کو خوشی ہوتی ہے، اور ذمہ داری دینے والے کا دل و سمعت کے سبب پر سکون ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ إِذْ يُلْقُونَ أَقْلَامَهُمْ أَئِهِمْ يَكْفُلُ مَرِيمَ﴾ (آل عمران: ۴)

”تو ان کے پاس نہ تھا جب کہ وہ اپنے قلم ڈال رہے تھے کہ مریم کو ان میں سے کون پالے گا“  
یہاں تک کہ ان کا کفیل زکر یا علیہ السلام کو بنایا جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے:

﴿وَكَفَلَهَا زَكَرِيَّا﴾ (آل عمران: ۳۷)

”اور زکر یا علیہ السلام نے ان کی کفالت کی“  
اور جب تم وکالت اور کفالت کے محسن جان گئے، تو تم کو یہ احساس ہو گا کہ حوالہ کے محسن واضح ہیں، حوالہ میں وکالت اور کفالت

دونوں شامل ہیں، مزید یہ بھی ہے کہ صاحب حاجت کی ذمہ داری طویل پریشانی سے ختم ہو جاتی ہے، جب تم نے اس کا حوالہ قبول کر لیا، تو اپنے بھائی کی ذمہ داری پوری کی، اور اس کے دل میں خوشی پیدا کر دی، اور ایک مسلمان کے دل میں خوشی پیدا کرنے کا کیا اجر و ثواب ہے وہ تم پر تخفی نہیں۔

## شفعہ کی خوبی

شفعہ کی خوبی یہ ہے کہ پڑوسی بسا وقت اس بیچے گئے حصہ کا ضرورت مند ہوتا ہے، بایس طور کہ گھر تنگ ہو، اور وہ اس کو وسیع کرنا چاہتا ہو یا وہ مشترک زمین اس کے کھیت کے قریب میں واقع ہو، اور کھیت والا اس زمین کا محتاج ہو۔

﴿ اور شفعہ کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ اس سے پڑوسی اور شریک کے حق کی عظمت کا پتا چلتا ہے، اس طرح کہ دوسروں کے مقابلہ میں پڑوسی کو اپنے پڑوس کی جگہ خریدنے کا پہلا حق حاصل ہے۔ البتہ وہ اپنا حق

خریدنے سے انکار کر دے، تو اور بات ہے۔

☆ ایک فائدہ اس کا یہ بھی ہے کہ پڑو سی کے نقصان کو شفعہ کے حق کے ذریعہ دور کر دیا جاتا ہے، اور رسول ﷺ کا ارشاد ہے:

« لا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ ».

ابن ماجہ / الأحكام ۱۷ (۲۳۴۱)، مسنند احمد (۱/ ۳۱۳) (صحیح)

”کسی کو نقصان پہنچانا جائز نہیں، نہ ابتداء نہ مقابلہ“۔

یعنی اسلام میں یہ جائز نہیں کہ کوئی دوسرے کو تکلیف پہنچائے، اور نہ دوسرے اس کو تکلیف پہنچائے اور اس میں کسی کوشش نہیں ہو سکتا ہے کہ پڑوس کی وجہ سے مستقل طور پر کسی کو تکلیف پہنچانے کے ضرر کو دور کر دینا نہایت اچھی بات ہے، مثلاً آگ جلانے کی تکلیف، دیوار اونچی کرنے کی تکلیف، دھواں اور گرد و غبار پھیلانے کی تکلیف، اور ان سب سے بڑھ کر ٹیلی ویژن اور ریڈیو کی آواز کی تکلیف، اور ایسی چیزوں کا پیدا کرنا جس سے پڑو سی کی جائیداد کو نقصان پہنچے وغیرہ وغیرہ۔

## امانت کی ادائیگی کی خوبی

اس کی خوبی واضح ہے کہ اس میں اللہ کے بندوں کے مالوں کی حفاظت کے لیے ان کی مدد کرنا، اور امانت کی ادائیگی عملًا اور شرعاً نہایت معزز خصلت ہے۔

☆ اور اس کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ اس کے ذریعہ اللہ کے بندوں کے ساتھ نیکی کی جاتی ہے، اور نیکی کرنے والوں کو اللہ پسند کرتا ہے۔

☆ اور ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اس سے مسلمانوں کے درمیان الفت و بھائی چارگی پیدا ہوتی ہے، اور یہ ایک دوسرے کی محبت کا ذریعہ ہے۔

## حسن معاشرت کا حکم

اسلام کے محاسن میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے شوہر کو بیوی کے ساتھ بدسلوکی سے منع کیا ہے، اور شوہر کو حکم دیا ہے کہ وہ بیوی کا اچھائیوں اور برائیوں کے درمیان موازنہ کرے، اور اگر دونوں

برا برا ہوں تو برا نیوں کو نظر انداز کر دے، جب کہ اس کی خوبیاں اس میں موجود ہوں کیونکہ برا نیاں محض عورت کی کمزوری کی بناء پر ہوتی ہیں، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

«لَا يَفْرَكْ مُؤْمِنٌ مُؤْمِنَةً، إِنْ كَرِهَ مِنْهَا خُلُقًا رَضِيَ مِنْهَا آخَرَ، أَوْ قَالَ: غَيْرَهُ». مسلم /النكاح ۱۸ (۱۴۶۹)

”کوئی مومن مرد کسی مومن عورت سے بغض نہ رکھے اگر اس کی ایک عادت ناپسند ہو گی تو دوسرا عادت پسند ہو گی، یا آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس کے سواد و سری عادت پسند ہو گی“۔

## ترکہ کے محاسن

فرائض اور مال کا وارثوں میں تقسیم کرنا تو اللہ تعالیٰ نے اسے خود ہی مقرر کیا ہے، وارثوں کے قرب اور بعد اور نفع کو جانتے ہوئے، اور اس اعتبار سے کہ بندے کے ساتھ نیکی کا کو ناطریقہ بہتر ہے، اور فرائض کی ایسی بہتر ترتیب فرمائی ہے کہ عقل صحیح اس کے اچھے ہونے کی

گواہی دیتی ہے، اگر جائداد کی تقسیم لوگوں کی رائے، ان کی خواہشات، اور ارادوں پر چھوڑ دی جاتی تو اس کی وجہ سے بڑا خلل اور اختلاف اور بد نظمی اور بد انتخابی پیدا ہوتی۔

☆ اور اس کے محسن میں سے یہ بھی ہے کہ اس سے حقیقی سبب کو نسب کے ساتھ ملا دیا ہے، اور یہ سبب باہمی نکاح اور ولاء ہے، اور جب اللہ تعالیٰ نے عقد نکاح کو محبت، الفت، اور ازدواج اور لوگوں کے درمیان انسیت کا ذریعہ بنایا ہے، تو یہ کوئی اچھی بات نہیں کہ زوجین میں سے جب کسی کی موت ہو تو زندہ رہنے والے کو مرنے والے کی جدائی کا صدمہ اٹھانا پڑے، اور اسے جدا ہونے والی کوئی چیز نہ ملے، نیز اس وراثت میں اللہ نے شوہر کو عورت کے مقابلے میں دو گنا حصہ دیا ہے۔

☆ اور اس کے محسن میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے الگ الگ دین بوجانے کی صورت میں وراثت نہیں دی ہے، چنانچہ مسلمان کی موت پر اس کا کافر رشتہ دار خواہ وہ کتنا ہی قربی ہو مسلمان کا وارث نہیں ہو گا،

کیونکہ اگرچہ وہ رشتہ میں قریب ہے لیکن دین میں اس سے بہت دور ہے، اور اس لیے بھی کہ کافر مردہ کے برابر ہے، اور مردہ دوسرے مردے کا وارث نہیں ہو سکتا، کافر کے بارے میں اللہ کا ارشاد ہے:

﴿أَوَ مَنْ كَانَ مِيتاً فَأَحْيَيْنَاهُ وَجَعَلْنَا لَهُ نُوراً﴾

یَمْشِي بِهِ فِي النَّاسِ﴾ (الأنعام: ۱۲۲)

”ایسا شخص جو پہلے مردہ تھا پھر ہم نے اس کو زندہ کر دیا، اور ہم نے اس کو ایک ایسا فردے دیا کہ وہ اس کو لیے ہوئے آدمیوں میں چلتا پھرتا ہے۔“

دوسری جگہ ارشاد فرمایا: ﴿يُخْرِجُ الْحَيٌّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيٍّ﴾ (الروم: ۱۹)

”وہی زندہ کو مردہ سے، اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے۔“

ربہ کافر تو کافر کا وارث ہو سکتا ہے کیونکہ ان کا حال و مال دونوں

برا برویکس اس ہے۔

## ہبہ کے محسن

کسی چیز کا ”ہبہ“ کرنا مستحب ہے، بشرطیکہ اس سے اللہ کی رضا مقصود ہو، اور اس کا اصول اجماع ہے جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے:

﴿إِن طَبِّنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مَّنْهُ نَفْسًا فَكُلُّهُ هَبَّيَا مَرِيئًا﴾ (النساء: ٤)

”اگر عورتیں خود اپنی خوشی سے کچھ مہر چھوڑ دیں تو اسے شوق سے خوش ہو کر کھالو۔“

نیز فرمایا: ﴿وَأَتَى الْمَالَ عَلَى حُبِّهِ﴾ (البقرة: ١٧٧)

”مال سے سے محبت کرنے کے باوجود مال دے دے“

اور اللہ تعالیٰ نہایت کریم، بذات خی اور خوب عطا کرنے والا ہے۔

## ہدیہ و تخفہ کے فوائد

اور ہدیہ کے محسن میں سے یہ بھی ہے کہ وہ باہمی محبت اور دوستی کا ذریعہ ہے، جیسا کہ حدیث میں ہے:

### «تھادوا تھابوا»

موطأ امام مالک / حسن الخلق ٤ (١٦) (صحیح)

”آپس میں ہدیہ دو ایک دوسرے کو محبوب بن جاؤ گے۔“  
اور اس کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ وہ کینہ کو دور کرتا ہے، اور  
حدیث میں: «تھادوا فإن الهدية تسل السخمية»۔

مختصر مسند البزار ج ۱، ح ۹۳۱، مجمع البحرين فی زوائد  
المعجمین (۲۰۵۱) (ضعیف الإسناد)

”ایک دوسرے کو ہدیہ دو کیونکہ ہدیہ کینہ کو دور کرتا ہے۔“  
اور نبی اکرم ﷺ نے نجاشی کو کپڑوں کا جوڑ اور مشک کی ڈبیہ  
ہدیہ میں پیش کی، اور رسول اللہ ﷺ خود بھی ہدیہ قبول فرماتے، اور  
اس کا بدلہ دیتے تھے۔

☆ اور ہدیہ کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ وہ تعلقات کو مضبوط کرتا ہے،  
اور جب تعلق مضبوط ہو جاتا ہے تو امت کے قدم جم جاتے ہیں، چنانچہ  
امت کے افراد کے درمیان بہترین تعلق اس کی کامیابی کی راز ہے۔

٪ اور ہدیہ کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ اس سے ہدیہ دینے والوں کے  
درمیان اعتماد بڑھتا ہے، اور ان کے علاوہ بھی ہدیہ کے بہت سے محسن ہیں۔

## نکاح کے محاسن

نکاح کرنا مستحب ہے، اور اس کے محاسن بہت ہیں:

☆ اہم خوبی یہ ہے کہ اس سے شر مگاہ کی حفاظت ہوتی ہے، اور اس سے بیوی کی بھی حفاظت ہوتی ہے، اس کے حقوق ادا ہوتے ہیں، اور نکاح تمام رسولوں کا طریقہ اور سنت رہا ہے۔

☆ اس کی خوبی یہ ہے کہ اس کے ذریعہ امت بڑھتی ہے، اور نسل میں اضافہ ہوتا ہے، اور اس کے ذریعہ نبی اکرم ﷺ کا فخر پورا ہوتا ہے، اور اس سے مرد کی خانگی ضرورت مثلًاً کھانا پکانا وغیرہ پوری ہوتی ہے، اور اس سے گھر اور اولاد کی نگرانی بھی ہوتی ہے، اور نکاح کے ذریعہ مرد بیوی سے سکون و اطمینان قلب پاتا ہے، اور اس سے انسیت حاصل کرتا ہے، اور اس کے ساتھ زندگی بسر کرتا ہے، اور دوسری بہت سی مصلحتیں پوری ہوتی ہیں۔

## طلاق کی اہمیت

طلاق کی خوبی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا حق صرف شوہر کو عطا کیا ہے، اور یہ تین طلاقوں کے بعد عورت قطعی طور پر حرام ہو جاتی ہے، کیونکہ جو شخص تین مرتبہ طلاق دیتا ہے، وہ اپنی بہتری بیوی سے جدا ہی میں پاتا ہے، اور شریعت نے تین بار طلاق پائی ہوئی عورت کو حلال کرنے کے لیے اس کا دوسرا سے نکاح ہونا، اور اس کے ساتھ دخول کرنا ضروری قرار دیا ہے، تاکہ اس کڑی شرط کی وجہ سے شوہرا اپنی تین بار طلاق دی ہوئی عورت کو دوبارہ نہ لوٹا سکے، اور اس کی جدا ہی میں اپنی بہتری سمجھے۔

☆ اور اس کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ شریعت نے طلاق کے ذریعہ بیوی کو دامنی طور پر حرام نہیں کر دیا ہے کہ اس کو دوبارہ نکاح میں لانا ناممکن ہو، کیونکہ بسا اوپر مسلط بیوی کی جدا ہی کو برداشت نہیں کر سکتا، اور اس کی خاطر ہلاک ہو جاتا ہے، لہذا شریعت نے اس کو دوبارہ حاصل

کرنے کے لیے یہ طریقہ رکھا ہے کہ عورت دوسرے مرد سے شادی کر کے اس کی لذت حاصل کر لے (دوسرے مرد بھی اس سے لذت حاصل کر لے)۔

البته حلالہ کے ذریعہ عورت کو حاصل کرنا جائز نہیں، کیونکہ حدیث میں ہے:

«لَعْنَ اللَّهِ الْمُحَلَّ وَالْمُحَلَّ لَهُ»۔

أبو داود/النكاح ۱۶ (۲۰۷۶)، ترمذی/النكاح ۲۷ (۱۱۱۹)،  
ابن ماجہ/النكاح ۳۳ (۱۹۳۵)، مسنند احمد (۱/۸۷، ۱۰۷، ۱۲۱)،  
صحيح (۱۵۰، ۱۵۸) (صحیح)

علی ہنی عذ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "حلالہ کرنے والے اور کرانے والے دونوں پر اللہ نے لعنت کی ہے"۔

☆ اور طلاق کی خوبی اور سختی یہ ہے کہ وہ اس طہر میں دی جاتی ہے جس میں بیوی سے جماع نہ کیا گیا ہو، اس لیے کہ اگر صحبت کے بعد طلاق دی جائے تو مطلقہ کی طرف طبعاً میلان کم ہو جائے گا، اس طرح مرد معمولی سی بات اور تھوڑی سی تکلیف پر بھی بیوی سے جداگانہ پر تیار ہو جائے گا،

آدمی جب کسی چیز سے آسودہ ہو جاتا ہے تو وہ چیز اسے معمولی معلوم ہوتی ہے، اور وہ چیز اس کی نگاہ سے گر جاتی ہے، اور جب اس کا بھوکا ہوتا ہے تو اس کی قدر دل میں بڑھ جاتی ہے، تو طلاق آسودگی کی حالت میں نہیں ہوتی، اور بسا اوقات آدمی طلاق پر نادم ہوتا ہے، اور طلاق توڑنا چاہتا ہے۔

☆ طلاق حسن مسنون یہ ہے کہ آدمی اپنی بیوی کو اس طہر میں طلاق دے جس میں اس نے اس سے جماع نہ کیا ہو، کیونکہ مرد کے کمال رغبت اور بیوی کی طرف پورے میلان کا یہ وقت ہوتا ہے، بظاہر ایسی حالت میں طلاق جیسے فعل کا اقدام کسی خاص ضرورت ہی کے تحت کیا جاسکتا ہے لہذا ایسی طلاق کی اجازت دی گئی ہے۔

☆ طلاق کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ شریعت نے ہنسی مذاق میں دی ہوئی طلاق کو بھی سچ مجذف نافذ کر دیا ہے، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

«ثَلَاثٌ جَدُّهُنَّ جَدٌ وَهَزْلُهُنَّ جَدٌ: النِّكَاحُ، وَالطَّلاقُ، وَالرَّجْعَةُ»۔

ابوداؤد/النكاح ۹ (۲۱۹۴)، ترمذی/الطلاق ۹ (۱۱۸۴)۔

ابن ماجہ/الطلاق ۱۳ (۲۰۳۹) (حسن)

”تین چیزیں ایسی ہیں کہ انہیں چاہے ہے سنجیدگی سے کیا جائے یا فحشی مذاق میں ان کا اعتبار ہو گا، وہ یہ ہیں: نکاح، طلاق اور رجعت۔“

جب آدمی کو معلوم ہو جائے گا کہ یہ چیزیں خواہ مذاق ہی سے کہی منہ سے بولنے ہی سے سچ مجھ واقع ہو جائیں گی، تو وہ اگر سمجھدار ہو گا تو ان کے کہنے سے ان شاء اللہ بازر ہے گا۔

## قصاص کی اہمیت و فوائد

اور قصاص اور سزاوں کی فرضیت کی خوبی یہ ہے کہ اس سے باغی نفوس اور بے رحم قلوب جو رحمت و شفقت سے خالی ہیں برائی اور جرائم سے باز آ جائیں۔

☆ اور اس کا فائدہ یہ بھی ہے کہ سرکش جماعتوں کو اس کا سبق سکھایا جاتا ہے چنانچہ ایک قاتل کے قتل اور ایک چور کے ہاتھ کاٹے جانے کا فیصلہ خوزیری سے بچاتا ہے، اللہ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَاةٌ﴾ (آل بقرہ: ۱۷۹)

”اور تمہارے لیے قصاص میں زندگی ہے۔“

اور چور کے ہاتھ کاٹنے سے مال کی حفاظت ہوتی ہے، لوگ بے خوف اور مطمئن ہو کر زندگی بسر کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيهِمَا جَزَاءٌ  
بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ﴾ (المائدۃ: ۳۸)

”چوری کرنے والے مرد اور عورت کے ہاتھ کاٹ دیا کرو، یہ بد لہ ہے اس کا جوانہوں نے کیا عذاب اللہ کی طرف سے، اور اللہ تعالیٰ قوت و حکمت والا ہے۔“

زنا اور اس کے پیش خیموں جیسے اجنبی عورت کی طرف دیکھنا اس کے ساتھ تہائی میں بیٹھنا، اور بوسہ لینا، اور چھونا وغیرہ کو حرام قرار دیا ہے، اور بر سر عوام زانی کے رجم اور لوٹی کے قتل کا حکم دیا ہے، اور غیر شادی شدہ زانی کو سوکوڑے مارنے، اور جلاوطن کرنے کا حکم دیا ہے، یہ سارے احکامات محض اس لیے ہیں کہ نسب اور آبرو کی حفاظت ہو، اور اخلاق محفوظ رہیں، اور امت تباہی و بر بادی سے بچ جائے۔

## شراب کی حرمت اور اس کی حکمت

اور شریعت نے شراب کو حرام قرار دیا، اور اس سے تمام برا یوں کی جڑ بتایا، اور اس کے پینے والے کو کوڑے مارنے کا حکم دیا کیونکہ اس نے نفاق اور خساں کا ارتکاب کیا ہے، یہ سب محض اس لیے کہ عقل درست رہے، اور مال بر بادی سے بچا رہے، اور شرف و اخلاق صاف و سترہ اباقی رہے۔

اے اللہ! ہمارے دلوں کو اپنی محبت و اطاعت پر چلا، اور ہمیں دنیا و آخرت کی زندگی میں اپنے مضبوط قول پر ثابت رکھ، اور اپنے ذکر اور شکر کی ہمیں توفیق عطا فرماء، اور دنیا و آخرت میں ہمیں بھلائی عطا کر، جہنم کے عذاب سے ہمیں بچا، اے ارحم الراحمین اور اپنی رحمتِ خاص سے ہمیں اور ہمارے والدین اور تمام مسلمانوں کو بخش دے۔

وصلی اللہ علی محمد و علی آلہ و صحابہ وسلم.



## اسلام کے محسن کا سرسری جائزہ

### مشورہ کا حکم

☆ اسلام کے محسن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس نے مشورہ لینے، اور جب وہ درست اور عقل و منطق و تجربے کے مطابق ہو تو اس کو قبول کرنے کی ترغیب دی ہے، اللہ کا ارشاد ہے:

﴿وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ﴾ (الشوری: ۳۸)

”اور ان کا ہر کام آپس کے مشورے سے ہوتا ہے۔“

### تقویٰ اپنانے کی ترغیب

☆ اور اسلام کے محسن میں سے یہ بھی ہے کہ (تعلیم اسلام کے مطابق) اللہ کے نزدیک سب سے افضل آدمی وہ ہے جو صلاح اور تقویٰ میں سب سے بہتر ہو، جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَانَكُمْ﴾ (الحجرات: ۱۳)

”اللہ کے نزدیک تم میں سے باعزت وہ ہے جو سب سے زیادہ

ڈرنے والا ہے۔“

﴿۷﴾ اور اسلام کے محاسن میں سے یہ ہے کہ اس نے غلاموں کو آزاد کرنے، اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی ترغیب دی ہے۔

﴿۸﴾ اور محاسن اسلام میں سے ہے پڑوی کے ساتھ حسن سلوک کرنا، مہمان کی تکریم کرنا، اور یتیم و مسکین کی خبر گیری کرنا۔

### بآہمی محبت کی ترغیب

﴿۹﴾ اور اسلام کے محاسن میں سے یہ بھی ہے کہ وہ لوگوں کو بآہمی الفت و محبت، صفائی قلب اور تعاون کرنے کی تاکید کرتا ہے، رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

«الْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ، يَشُدُّ بَعْضَهُ بَعْضًا»۔

بخاری / الصلاة (۴۸۱)، مسلم / البر والصلة (۱۷) (۲۵۸۵)

”ایک مومن دوسرے مومن کے لیے عمارت کی طرح ہے، جس کا ایک حصہ دوسرے حصہ کو مضبوط کرتا ہے۔“

﴿۱۰﴾ اسلام کے اہم خوبیوں میں سے یہ ہے کہ وہ اختلاف، کراہیت، فرقہ بندی کی مدد کرتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا﴾

(آل عمران: ۱۰۳)

”اور اللہ تعالیٰ کی رسمی کو سب مل کر مضبوط تھام لو، اور پھوٹ نہ ڈالو۔“

## چغل خوری و ظلم کی مدد ملت

اسلام کے محسن میں سے یہ بھی ہے کہ وہ چغلی، غیبت، حسد، عیب جوئی، جھوٹ و خیانت سے روکتا ہے، اس مضمون کے متعلق آیات و احادیث بہت ہیں جنھیں تلاش کرنے پر پا جاؤ گے۔

☆ اور اسلام کے محسن میں سے یہ بھی ہے کہ وہ ظلم سے منع کرتا ہے، اور دور و نزدیک والوں کے ساتھ انصاف کرنے کا حکم دیتا ہے، اللہ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَامِينَ لِلّٰهِ شُهَدَاءَ  
بِالْقِسْطِ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَى أَلَا تَعْدِلُوا  
أَعْدِلُوا﴾ (المائدۃ: ۸)

”اے ایمان والو! تم اللہ کی خاطر حق پر قائم ہو جاؤ، راستی

اور انصاف کے ساتھ گواہی دینے والے بن جاؤ، کسی قوم کی عداوت تمہیں خلاف عدل پر آمادہ نہ کر دے، عدل کیا کرو۔” نیز فرمایا:

﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالإِحْسَانِ﴾ (النحل: ۹۰)  
”اللَّهُ تَعَالَى عَدْلٌ وَبَحْلَائِيٌّ كَرَنَّةٌ كَحْكُمٌ دَيْتَاهُ۔“

## صلاح جوئی کے محسن

اسلام کے محسن میں یہ بھی ہے کہ زیادتی کرنے والے کے ساتھ درگزر کرنے کا حکم دیتا ہے۔

ارشاد ہے: ﴿وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا﴾ (النور: ۲۲)  
”چاہئے کہ معاف کردیں اور درگزر فرمائیں۔“

اور فرمایا: ﴿اَدْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ﴾ (المؤمنون: ۹۶)  
”برائی کو اس طرح دور کریں جو سراسر بھلائی والا ہو۔“

اور فرمایا: ﴿وَأَن تَعْفُوا أَقْرَبُ لِلتَّقْوَى﴾ (البقرة: ۲۳۷)  
”تمہارا معاف کر دینا تقویٰ سے بہت قریب ہے۔“

☆ اسلام کے محاسن میں سے یہ بھی ہے کہ وہ دو بھائیوں کے درمیان صلح کرنے کی دعوت دیتا ہے، اور جدائی سے منع کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخْوَيْكُمْ﴾ (الحجرات: ۱۰)

”سارے مسلمان بھائی بھائی ہیں، پس اپنے دو بھائیوں میں ملاپ کر ادیا کرو۔“

## قطع تعلق کی نہ مت

اسلام کی خوبیوں میں سے یہ بھی ہے کہ وہ ایک دوسرے کا بایکاٹ کرنے، اس سے منہ پھیرنے، کینہ اور حسد کرنے سے روکتا ہے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

«لَا تَقَاطِعُوا، وَلَا تَدَابِرُوا، وَلَا تَبَاغِضُوا، وَلَا تَحَاسِدُوا».

بخاری /الأدب ۵۷ (۶۰۶۵)، مسلم /البر والصلة ۷ (۲۵۵۹)

”آپس میں قطع تعلق نہ کرو، ایک دوسرے سے بے رخی نہ اختیار کرو، باہم دشمنی و بعض نہ رکھو، ایک دوسرے سے حسد نہ کرو۔“

## تمسخر کی ممانعت

اسلام کے محسن میں سے یہ بھی ہے کہ وہ لوگوں کا مذاق اڑانے، اور ان کے عیوب کو ذکر کرنے سے منع کرتا ہے، اللہ کا ارشاد ہے:-

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخِرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ﴾

(الحجرات: ۱۱)

”اے ایمان والو! مرد دوسرے مردوں کا مذاق نہ اڑائیں۔“

☆ اور اسلام کے محسن میں سے یہ بھی ہے کہ وہ اس بات سے روکتا ہے کہ کوئی اپنے بھائی کے لین دین پر اپنا لین دین کرے، اور اپنے بھائی کے پیغام نکاح پر اپنا پیغام بھیجے، یہ اسی صورت میں جائز ہے جب اس کی اجازت دی جائے، یا معاملہ کو ختم کر دیا جائے، ورنہ اس سے عداوت اور علحدگی پیدا ہوگی۔

## سلام کرنے کا حکم

اسلام کے محسن میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے یہ مشروع کیا ہے کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو سلام کرے، خواہ اس کو پہچانتا ہو

یا نہ پہچانتا ہو، اور اس نے حکم دیا ہے کہ سلام کا جواب اس سے بہتر دیا جائے، یا انہی الفاظ میں لوٹا دیا جائے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَإِذَا حُيِّتُمْ بِتَحْيَةٍ فَحَيُّوْا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوهَا﴾ (النساء: ۸۶)

”اور جب تمہیں سلام کیا جائے تو تم اسے اچھا جواب دو، یا انہی الفاظ کو لوٹا دو۔“

## افواہ کی تحقیق کا حکم

اسلام کے محسن میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے حکم دیا کہ سنی ہوئی بات کی تحقیق کریں، اللہ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَأٍ فَتَبَيَّنُوا أَنْ تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ﴾ (الحجرات: ۶)

”اے مسلمانو! اگر تمہیں کوئی فاسق خبر دے تو تم اس کی اچھی

طرح تحقیق کر لیا کرو، ایسا نہ ہو کہ نادانی میں کسی قوم کو ایذا پہنچا دو، پھر اپنے کئے پر پیشانی اٹھاؤ۔” نیز فرمایا:

﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ﴾ (الإسراء: ۳۶)

”جس بات کی تمہیں خبر نہ ہو اس کے پیچھے مت پڑو۔“

## جامعہ پانی میں پیشتاب کرنے اور مومن کو ایذا پہنچانے کی ممانعت

اسلام کے محاسن میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے جسے ہوئے پانی میں پیشتاب کرنے سے منع کیا، یہ اس لیے کہ حکم الٰہی کے مطابق بیماریوں اور نجاست سے بچا جائے، اور صحبت کا اہتمام کیا جائے۔

☆ اور اسلام کے محاسن میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے ایمان والوں کو نقصان اور تکلیف پہنچانے سے منع کیا ہے، اللہ کا ارشاد ہے:

﴿وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُّبِينًا﴾ (الأحزاب: ۵۸)

”اور جو لوگ مومن مردوں اور عورتوں کو ایذا دیں بغیر کسی جرم کے جوان سے سرزد ہوا ہو، وہ (بڑی ہی) بہتان، اور صریح گناہ کا بوجھ اٹھاتے ہیں۔“

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ أَكَلَ مِنْ هَذِهِ الْبَقْلَةِ الثُّومِ، وَقَالَ مَرَّةً: مَنْ أَكَلَ الْبَصَلَ وَالثُّومَ وَالْكُرَاثَ، فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا، فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَتَأْذِي مِمَّا يَتَأْذِي مِنْهُ بَنُو آدَمَ».

مسلم / الصلاة ۱۷ (۵۶۴)

”جو شخص اس سبزی لہسن کو کھائے (اور کبھی یوں فرمایا جو شخص پیاز، لہسن اور گندنا کھائے) تو ہماری مسجد کے قریب نہ آئے، کیوں کہ فرشتے اس چیز سے تکلیف محسوس کرتے ہیں جن سے لوگ تکلیف محسوس کرتے ہیں۔“

## دوا میں ہاتھ سے کھانے پینے کا حکم

اسلام کے محاسن میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے با میں ہاتھ سے کھانے اور پینے سے منع کیا ہے، اس لیے کہ بایاں ہاتھ گندگی دور کرنے کے لیے ہے، اور اس لیے بھی کہ شیطان با میں ہاتھ سے کھاتا ہے جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

«أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ فَلَيَأْكُلْ بِيَمِينِهِ وَإِذَا شَرِبَ فَلَيُشْرِبْ بِيَمِينِهِ: فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ بِشِمَائِلِهِ، وَيَشْرِبُ بِشِمَائِلِهِ».»

مسلم /الأشربة ۱۳ (۲۰۲۰)

”تم میں سے کوئی جب کھائے تو دوا میں ہاتھ سے کھائے اور پئے تو دوا میں ہاتھ سے پئے، اس لیے کہ شیطان با میں ہاتھ سے کھاتا ہے اور با میں ہاتھ سے پیتا ہے۔“

## جنازہ کی مشایعت اور چھینکنے والے کا جواب دینے کا حکم

اسلام کے محاسن میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے جنازہ کے پیچھے جانے کا حکم دیا، اس لیے کہ اس میں مردہ کے لیے دعا ہے، اس پر رحمت و پیار کا اظہار ہے، نماز جنازہ کی ادائیگی ہے اور اس کے مومن گھرانوں کی دل بستگی ہے۔

☆ اسلام کے محاسن میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے چھینکنے والے کو جواب دینے، اور قسم کو پوری کرنے کی تعلیم دی ہے، اس لیے کہ اس میں محبت اور بھائی چارگی ہے، اور اپنے بھائی کو رحمت کی دعا دینی ہے، اور قسم پوری کر کے اپنے دل کی تسکین اور فرمائش کا پورا کرنا ہے، بشرطیکہ اس میں کوئی خلاف شرع نہ ہو۔

## قبولیت دعوت کی اہمیت

اسلام کے محسن میں سے یہ بھی ہے کہ مسلمان کی دعوت کو قبول کیا جائے، اور خصوصاً شادی کی دعوت، جب اس میں کوئی خلاف شرع کام نہ ہو، اور اس میں مروت و انسانیت کے خلاف کام نہ ہو جیسا کہ آج کل بعض لوگ لہو و لعب اور منکرات کے وقت کیا کرتے ہیں، کیونکہ ایسی مخلسوں میں حاضری فاسقوں اور فاجروں کی ہمت افزائی کرنا ہے، اور گناہوں کی ترویج میں ان کو مدد پہنچانا ہے، اور بری باتوں کی طرف سے لاپرواہی کا اظہار ہے۔ ہاں اگر انکار منکر مقصود ہو تو ایسی بزم میں حاضر ہونا معیوب نہیں۔

☆ اور اسلام کے محسن میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے مسلمان پر دوسرے مسلمان کو خوف زدہ کرنا حرام کیا ہے، خواہ و حشت ناک خبروں کے ذریعہ ہو یا ہتھیار دکھا کر۔

☆ اور اسلام کی خوبیوں میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے مردوں کو

عورتوں کے ساتھ اور عورتوں کو مردوں کی مشابہت اختیار کرنے سے منع کیا ہے، اس لیے کہ اس میں اول تو عورتوں کے ساتھ لباس، چال ڈھال اور بات چیت میں مشابہت اختیار کر کے مخت بن جانے کی برائی ہے، جیسا کہ آج کل کے پیوں اور داڑھی منڈوں، اور مغرورین میں پائی جاتی ہے۔

## شک کی جگہوں سے احتساب کا حکم

اسلام کے محاسن میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے تہمت اور شک کی جگہوں سے بچنے کا حکم دیا ہے، تاکہ لوگوں کی زبان اور بدگمانی سے آدمی حفظہ رکھ سکے، اور حدیث میں آیا ہے:

عَنْ صَفِيَّةِ بْنُتِ حُبَيْبٍ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ  
مُعْتَكِفًا؛ فَأَتَيْتُهُ أَزُورَةً لِيُلَا؛ فَحَدَّثَتْهُ ثُمَّ قَمْتُ لِأَنْقَلِبَ؛  
فَقَامَ مَعِيَ لِيَقْلِبَنِي وَكَانَ مَسْكُنَهَا فِي دَارِ أَسَامَةَ بْنِ  
رَبِيعٍ فَمَرَّ رَجُلٌ مِنْ الْأَنْصَارِ فَلَمَّا رَأَيَا النَّبِيَّ ﷺ

أَسْرَعَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «عَلَى رِسْلِكُمَا، إِنَّهَا صَفَيَّةٌ  
بِنْتُ حُبَيْرٍ»؛ فَقَالَا: سُبْحَانَ اللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ:  
إِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنَ الْإِنْسَانِ مَجْرِي الدَّمِ، وَإِنِّي  
خَشِيتُ أَنْ يَقْذِفَ فِي قُلُوبِكُمَا شَرًّا» أَوْ قَالَ: «شَيْئًا».

مسلم / السلام ۹ (۲۱۷۵)

صفیہ بنت حبیر رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: نبی اکرم ﷺ اعتصام میں تھے،  
ایک رات میں آپ سے ملنے آئی، میں نے آپ سے گفتگو کی، پھر واپس  
لوٹنے کے لیے انھی تو میرے ساتھ آپ بھی مجھے پہچانے کو کھڑے ہوئے،  
میرا مسکن اس وقت اسامہ بن زید کے مکان میں تھا، راستے میں مجھے دو  
انصاری ملے۔ انھوں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا تو زرا تیز چلنے لگے، نبی اکرم  
ﷺ نے فرمایا: ”آہتہ آہتہ چلو، یہ صفیہ بنت حبیر ہی ہیں“، انھوں نے کہا:  
سبحان اللہ! اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ”شیطان انسان کے اندر  
خون کی طرح دوڑتا ہے، مجھے خوف ہوا کہ کہیں وہ تمہارے دلوں میں کوئی  
بری بات نہ ڈال دے“، راوی کوشک ہے کہ شرًّا کہایا شیئًا۔

غور کیجئے کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں میں سب سے بزرگ و پاکیزہ تھے، پھر بھی آپ ﷺ نے تہمت و شک کو اپنی طرف سے دور کیا۔ عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ جو شخص خود کو تہمت کی جگہ رکھے گا، اگر اس کے ساتھ کوئی بدگمانی کرتے تو خود اپنے ہی کو ملامت کرے، اور عمر رضی اللہ عنہ ایک شخص کے پاس سے گزرے جو راستہ میں اپنی بیوی سے بات کر رہا تھا، تو اس پر چڑھ دوڑے، اور اسے درہ سے پیٹا، اس آدمی نے کہا: امیر المؤمنین یہ تو میری بیوی ہے، تو آپ نے فرمایا: تم نے اس سے ایسی جگہ کیوں نہیں بات کی جہاں تمہیں کوئی نہ دیکھتا۔

اسلام کی خوبی یہ ہے کہ اس نے تہمت اور شبہ کی جگہوں سے مسلمانوں کو دور رکھا ہے لہذا یہ کیسے جائز ہو گا کہ عورت تنہادرزی کے پاس جا کر اپنے جسم کی پیائش کرائے، یا فوٹوگرافر کے پاس جا کر تنہا فوٹو کھینچوائے، یا غیر محروم کے ساتھ سوار ہو، یا ایک مسلمان عورت محروم کے بغیر غیر اسلامی ممالک کا سفر کرے، یا طبی معائنہ کی غرض سے تنہا ڈاکٹر کے پاس جائے، جیسا کہ موجودہ دور میں اس قسم کے فتنے بہت عام

ہو گئے ہیں، اور امر و نبی کا نظام ڈھیلا پڑ چکا ہے، اور اہل شر و فساد جن کی طاقت بہت بڑھ چکی ہے، کی سرزنش بھی ختم ہو چکی ہے، اور اہل خیر و صلاح کے خلاف آپس میں علیحدگی پسندی، پسپائی اور فریب کاریوں میں مدد کرتے ہیں بس اللہ ہی ہمارا معین و مددگار ہے۔

اے اللہ ہماری نگاہوں اور کانوں میں برکت دے، ہمارے قلوب کو منور فرماء، ہماری اصلاح فرماء، اور ہمارے دلوں کو جوڑ دے، اور ہمیں سلامتی کی راہ دکھا، اور اندر ہیروں سے بچا کر نور کی راہ پر چلا، اور ظاہری و باطنی بے حیائیوں سے ہماری حفاظت فرمادے۔

اے ارحم الراحمین! اپنی رحمت خاص سے ہم کو ہمارے والدین کو اور تمام مسلمانوں کو بخش دے۔

وصلى الله على محمد و على آلہ و صحبه أجمعین.

## ظالم سے اجتناب کا حکم

اسلام کی خوبیوں میں سے یہ ہے کہ اس کی تعلیم یہ ہے کہ انسان جب کسی بد کار، فاجر یا جرم کے خوگر کی طرف سے آزمائش میں بنتا ہو جائے تو اس کو چاہئے کہ جہاں تک ہو سکے اس سے بچے، اور اس کے شر سے دور رہے، اور اس کے ساتھ رواداری برتے، اور اس سے اجتناب کرے۔

ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم لوگوں کے سامنے خوش طبعی کا اظہار کرتے ہیں، جب کہ ہمارے دل ان کو لعنت کرتے رہتے ہیں، مطلب اس کا یہ ہے کہ جن بد کاروں کو روکنے اور ٹوکنے کی طاقت نہ ہو ان کے ساتھ رواداری ہی کرنی چاہئے، یعنی ان کے شر اور اذیت رسانی اور جرم سازی کے خوف کی وجہ سے تو ان سے رواداری برتو، لیکن دل سے ان کی مخالفت کرو۔

ہلا اور اسلام کی خوبیوں میں سے یہ بھی ہے کہ باہمی سدھار کا حکم دیا جائے، اور کتاب و سنت سے اس کے دلائل بہت ہیں۔

## ستر پو شی کا حکم

اسلام کی خوبیوں میں سے یہ بھی ہے کہ مسلمانوں کی راز و نیاز، عیوب اور ان کے نقصان کو چھپانے کا حکم دیا جائے۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

« وَمَنْ سَرَّ اللَّهُ بِإِيمَانِهِ فَلَا يُؤَاخِذُ بِمَا كُفِّرَ أَهْلَهُ »

بخاری / مظالم (۲۴۴۲)

”اور جو شخص کسی مسلمان کے عیب کو چھپائے گا اللہ تعالیٰ قیامت میں اس کے عیب چھپائے گا۔“

اور آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

« يَا مَعْشَرَ مَنْ آمَنَ بِلِسَانِهِ، وَلَمْ يَدْخُلِ الإِيمَانَ قَلْبَهُ، لَا تَغْتَبُوا الْمُسْلِمِينَ، وَلَا تَتَّبِعُوا عَوَارَاتِهِمْ »

مسند احمد / ۴ (۴۲۱) (صحیح لغیرہ)

”اے وہ لوگو! جو محض زبان سے ایمان لائے ہو، اور ان کے

دل تک ایمان نہ پہونچا ہے، مسلمانوں کی غیبت مت کرو، اور ان کے عیوب مت تلاش کرو۔“

## مسلمانوں کو خوش کرنے کا حکم

اسلام کے محاسن میں سے یہ بھی ہے کہ مسلمان کے دل میں خوشی و مسرت پیدا کی جائے، اور محتاج کی مدد کی جائے، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: « لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ ». بخاری / الإيمان ۷ (۱۳)

”وَهُوَ شَخْصٌ مُؤْمِنٌ نَّهِيْسٌ جَبْ تَكَدُّعُ كَهْ وَهُوَ أَپْنَى بَهَائِيَ كَهْ لَيْ بَهِيْ بَهِيْ وَهِيْ نَهِيْسٌ كَرْدَ كَرْدَ جَوَابِنَ لَيْ بَهِيْ بَهِيْ لَيْ بَهِيْ بَهِيْ“ -

نیز فرمایا:

«مَنْ كَانَ فِي حَاجَةٍ أَخِيهِ؛ فَإِنَّ اللَّهَ فِي حَاجَتِهِ».

بخاری / المظالم ۳ (۲۴۴۲)، مسلم / البر والصلة ۱۵ (۲۵۸۰)

”جَوَابِنَ اَپْنَى بَهَائِيَ كَهْ كَوَئِي حَاجَتَ پُورِیَ كَرْنَے میں لَگَار ہتا ہے

، اللہ تعالیٰ اس کی حاجت کی تکمیل میں لگا رہتا ہے۔“ -

﴿ اور اسلام کے محسن میں سے مسلمان اور خاص طور پر بوڑھے مسلمان کی عزت اور بچوں کے ساتھ پیار کرنا بھی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَفَرِنَا، وَيُؤْقِرْ كَبِيرَنَا ». .

ترمذی / البر والصلة ۱۵ (۱۹۱۹) (صحیح)

”وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے، جو ہمارے چھوٹوں پر مہربانی نہ کرے، اور ہمارے بڑوں کی عزت نہ کرے۔“ -

نیز فرمایا:

“إِنَّ مِنْ إِجْلَالِ اللَّهِ إِكْرَامَ ذِي الشَّيْبَةِ الْمُسْلِمِ”。 .

أبو داود/الأدب ۲۳ (۴۸۴۳) (حسن)

”اللہ کو بڑانے میں بوڑھے مسلمان کی عزت کرنا بھی شامل ہے۔“ -

## سرگوشی، فضول گوئی و بذبہانی سے اجتناب

اسلام کے محاسن میں بے حیائی اور بذبہانی سے منع کرنا بھی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالْطَّعَانِ، وَلَا اللَّعَانِ، وَلَا الْفَاحِشِ،  
وَلَا الْبَذِيءٌ»۔ ترمذی/البر والصلة ۴۸ (۱۹۷۷) (صحیح)

”مومن طعنہ دینے والا، لعنت کرنے والا، بے حیا اور بذبہان  
نہیں ہوتا ہے۔“

☆ اور اسلام کے محاسن میں یہ بھی ہے کہ اس نے تیرے کی موجودگی میں دو آدمیوں کو آپس میں چکپے چکپے بات کرنے سے منع کیا ہے، کیونکہ تیرے آدمی کو اس سے رنج ہو گا، وہ یہی سمجھے گا کہ یہ دونوں اسی کی بابت گفتگو کر رہے ہیں، اس لیے یہ ادب کے خلاف ہے، اسی طرح یہ بھی ادب کے خلاف ہے کہ کسی کے سامنے ایسی زبان میں بات کی جائے جسے وہ نہ جانتا ہو، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

« لَا يَنْتَجِي اثْانٌ دُونَ الْثَالِثِ؛ فَإِنَّ ذَلِكَ يُحْرِنُهُ ».»

بخاری/الاستئذان ۴۵ (۶۲۸۸)، مسلم/السلام ۱۵ (۲۱۸۴)

”دو آدمی تیرے کو چھوڑ کر سرگوشی نہ کریں، کیونکہ یہ چیز  
اسے رنجیدہ کر دے گی۔“

☆ اور اسلام کے محسن میں یہ بھی ہے کہ آدمی بے کار و بے ضرورت  
باتوں میں یہ دخل نہ دے، اور یہ ارشاد رسول اللہ ﷺ کی جامع باتوں  
میں شامل ہے جیسا کہ حدیث میں ہے:

« مِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرءِ، تَرْكُهُ مَا لَا يَعْنِيهِ ».»

ترمذی/الزهد ۱۱ (۲۳۱۷) ابن ماجہ/الفتن ۱۲ (۳۹۷۶) (صحیح)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کسی  
شخص کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ وہ لا یعنی اور فضول باتوں کو چھوڑ دے۔“  
اس حدیث کی معنویت کو بعض لوگوں نے ان لفظوں میں  
تعبر کی ”اپنے ذاتی کام ہی کے کھونج میں رہو۔“

اگر مسلمان اپنے پیغمبر کے ارشادات و نصائح کو اپناتے تو خود

بھی آرام پاتے، اور دوسروں کو بھی آرام پہونچاتے، اگر تم اکثر جھمیلوں، جھگڑوں، اختلافات و لڑائیوں کی ٹوہ لگاؤ گے تو تمہیں ان سب کا ایک سبب معلوم ہو گا، اور وہ ہے بے ضرورت کاموں میں تدخل کرنا۔

## نقیج راہ میں بیٹھنے کی ممانعت

اسلام کے محسن میں یہ بھی ہے کہ اس نے راستوں میں بیٹھنے سے منع کیا ہے، کیونکہ اس سے نامناسب باتوں کا سامنا کرنا ہوتا ہے، اور بیٹھنے والوں پر جو باتیں عائد ہوتی ہیں، وہ بسا وقات انھیں پورے نہیں کرپاتا، جیسے (معروف) اچھی بات کا حکم دینا، (منکر) بری بات سے منع کرنا، اور مظلوم کی مدد کرنا، اور ظالم کو ظلم سے روکنا، اور ظلم سے روکنایہ اس کی مدد کرنا ہے، اور مسلمان کی مدد کرنا، اور نگاہ پست کرنا، اور سلام کا جواب دینا اور تکلیف وہ چیز کو دور کرنا۔

## اللہ کے نام پر پناہ دینے کا حکم

دین اسلام کے محسن میں سے یہ بھی ہے کہ جو شخص ہم سے اللہ کے نام پر پناہ مانگے اسے ہم پناہ دیں، اور جو شخص اللہ کے نام سوال

کرے ہم اس کو دیں، اور جو شخص ہمارے ساتھ بھلائی کرے ہو سکے تو ہم اس کو اچھا بدلہ پیش کریں، اگر بد لہ نہ دے سکیں تو اس کے لیے اللہ سے جزائے خیر کی دعا کریں، کیونکہ اس نے ہمارے ساتھ تو نیکی کی ہے، جیسا کہ حدیث میں ہے:

« مَنِ اسْتَعَاذَكُمْ بِاللَّهِ فَأَعِذُّوهُ ». .

ابوداؤد / الأدب ۱۱۷ ( ۵۱۰ ) ( صحيح )

عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص تم سے اللہ کے واسطے سے پناہ طلب کرے تو اسے پناہ دو“۔

وصلی اللہ علی مُحَمَّد وآلہ وسلم.

خیرخواہی، عزت کی حفاظت، میانہ روی و صبر کا حکم دین اسلام کی خوبیوں میں یہ بھی ہے کہ تم اپنے نفس کے ساتھ انصاف کرو، اور دوسروں کے لیے بھی وہی پسند کرو جو تم اپنے لیے پسند کرتے ہو، اور اپنے آپ کو مسلمان بھائیوں ہی کی طرح سمجھو، اور ان کے ساتھ ایسا معاملہ کرو جیسا کہ تم اپنے لیے پسند کرو، اور ان کے

حقوق کو پوری طرح ادا کرو، اور بخاری میں تعلیقائیہ حدیث موجود ہے:

وَقَالَ عَمَّارٌ: ثَلَاثٌ مِنْ جَمَعَهُنَّ فَقَدْ جَمَعَ الْإِيمَانَ:  
 الْإِنْصَافُ مِنْ نَفْسِكَ، وَبَذْلُ السَّلَامِ لِلْعَالَمِ، وَالْإِنْفَاقُ مِنْ  
 الْإِقْتَارِ۔ بخاری /الإيمان ۲۰ تعلیقاً۔

عمار رضی اللہ عنہ کا قول ہے: جس نے تین چیزوں کو جمع کر لیا اس نے سارا ایمان حاصل کر لیا۔ اپنے نفس سے انصاف کرنا، سلام کو عالم میں پھیلانا، اور تنگ دستی کے باوجود اللہ کی راہ میں خرچ کرنا۔

﴿وَيُؤْتِرُونَ عَلَى أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةً﴾  
 (الحشر: ۹)

”دوسروں کی ضرورتوں کو اپنی ضروریات پر مقدم بھختے ہیں“۔  
 ایک دوسری حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا:

«طَعَامُ الْأَشْيَنِ كَافِي الْثَلَاثَةَ»۔

بخاری /الأطعمة ۱۱ (۵۳۹۲)، مسلم /الأشربة ۳۳ (۲۰۵۸)

”دو آدمیوں کا کھانا تین آدمیوں کے لیے کافی ہے“۔

اسی طرح آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا:

« مَنْ كَانَ مَعَهُ فَضْلٌ ظَهِيرٌ؛ فَلَيَعْدُ بِهِ عَلَى مَنْ لَا ظَهَرَ لَهُ، وَمَنْ كَانَ لَهُ فَضْلٌ مِنْ زَادٍ؛ فَلَيَعْدُ بِهِ عَلَى مَنْ لَا زَادَ لَهُ ». مسلم /الجهاد ۴ (۱۷۲۸)

”جس کے پاس فاضل سواری ہو وہ اسے دے دے جس کے پاس سواری نہ ہو، اور جس کے پاس فاضل توشہ ہو وہ اسے دے دے جس کے پاس نہ ہو۔“

اور آپ نے اس سلسلہ میں مال کی مختلف قسموں کا ذکر فرمایا، ابوسعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ کی ان باتوں سے ہم نے یہاں تک سمجھ لیا کہ فاضل اور زائد چیزوں پر کسی کا حق ملکیت نہیں۔

☆ اور اسلام کے محاسن اور اس کے بلند اخلاق میں سے یہ بھی ہے کہ آدمی اپنے مسلمان بھائی کی عزت اور اس کے جان و مال کی ظلم و زیادتی سے حتی المقدور حفاظت کرے، اور اس سے اس ظلم و عدوان کے ازالہ کے لیے ہر ممکن کوشش کرے، اور پوری طاقت سے اس کی دفاع کرے۔

ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جب ایک آدمی نے کسی ہٹک آمیز طریقہ کا ذکر کی تو ایک دوسرے شخص نے اس کی مدافعت کی، اس وقت رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«مَنْ رَدَّ عَنْ عِرْضٍ أَخِيهِ، رَدَّ اللَّهُ عَنْ وَجْهِهِ النَّارَ  
يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

(ترمذی/البر والصلة ۲۰ (۱۹۳۱) مسند احمد : ۴۴۹/۶ ، ۴۵۰)

(صحیح)

”جو شخص اپنے بھائی کی عزت (اس کی عدم موجودگی میں) بچائے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے چہرے کو جہنم سے بچائے گا۔“

☆ اور اسلام کی خوبیوں میں سے بخیلی اور فضول خرچی کے درمیان راہِ اعتدال اختیار کرنے کا حکم و مشورہ بھی ہے، اللہ کا فرمان ہے: ﴿وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَى عُنْقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُومًا مَّحْسُورًا﴾ (الإسراء: ۲۹)

”اور نہ تو اپنا ہاتھ گردن سے باندھ رکھو، اور نہ ہی اسے بالکل

کھلا چھوڑ دو کہ ملامت زدہ اور عاجز بن کر رہ جاؤ۔

﴿وَالَّذِينَ إِذَا أَنْفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا وَكَانَ بَيْنَ ذَلِكَ قَوَاماً﴾ (الفرقان: ۶۷)

”اور جو خرچ کرتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں نہ بخل،

بلکہ ان کا خرچ دونوں انتہاؤں کے درمیان اعتدال پر قائم رہتا ہے۔“

☆ اور اسلام کی خوبیوں میں سے صبر کی تینوں اقسام کی تلقین بھی ہے  
یعنی اللہ کی اطاعت و فرمانبرداری پر صبر، اور اس کی نافرمانی سے اجتناب  
پر صبر، اور رنج پہونچانے والی تقدیر پر صبر کرنا۔

## يتيم و مسكين کا خیال

اسلام کے محاسن میں سے، کمزوروں پر مہربانی کرنا، اور  
فقیروں پر شفقت کرنا، اور تیمیوں کے ساتھ رحم دلی، اور نوکروں  
غلاموں اور لوئڈیوں کے ساتھ حسن سلوک کرنا، ان کی اذیت کو دور  
کرنا، ان کے ساتھ اچھا معاملہ کرنا، تواضع اور نرمی کرنا، ان کے ساتھ

زرم خوی اختیار کرنا، اللہ نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرمایا:

﴿وَاحْفِظْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ﴾

(الشعراء: ۲۱۵)

”اس کے ساتھ فروتنی سے پیش آو جو بھی ایمان لانے والا ہو کر آپ کی تابعداری کرے۔“

اور ارشاد فرمایا: ﴿وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاءِ وَالْعَشَيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ﴾ (الکھف: ۲۸)

”اور اپنے آپ کو انھیں کے ساتھ رکھا کر جو اپنے رب کو صح و شام پکارتے ہیں، اور اسی کے چہرے کے ارادے رکھتے ہیں (رضامندی چاہتے ہیں)۔

اور ارشاد فرمایا: ﴿فَأَمَّا الْيَتِيمَ فَلَا تَقْهَرْ وَأَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ﴾ (الضحی: ۹-۱۰)

”پس یتیم پر تم بھی سختی نہ کیا کرو، اور نہ سوال کرنے والوں پر ڈانٹ ڈپٹ۔“

نیز فرمایا: ﴿أَرَأَيْتَ الَّذِي يُكَذِّبُ بِالدِّينِ فَذَلِكَ الَّذِي يَدْعُ الْيَتَيمَ وَلَا يَحْضُرُ عَلَى طَعَامِ الْمِسْكِينِ﴾ (الماعون: ۱-۳)

”کیا آپ نے (اسے بھی) دیکھا جو (روز) جزا کو جھٹلاتا ہے، یہی وہ ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے اور مسکین کو کھلانے کی ترغیب نہیں دیتا۔“

نیز فرمایا:

﴿فَلَكُّ رَقَبَةٌ أَوْ إطْعَامٌ فِي يَوْمٍ ذِي مَسْغَبَةٍ يَتِيمًا ذَا مَقْرَبَةٍ أَوْ مِسْكِينًا ذَا مَتْرَبَةٍ﴾ (البلد: ۱۳-۱۶)

”اور کیا سمجھا کہ گھٹائی ہے کیا؟ کسی گردن (غلام لوٹی) کو آزاد کرنا، یا بھوک والے دن کھانا کھلانا، کسی رشتہ دار یتیم کو یا خاکسار مسکین کو۔“

نیز فرمایا: ﴿عَبَسَ وَتَوَلََّ أَنْ جَاءَهُ الْأَعْمَى وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّهُ يَزَكَّى﴾ (عبس: ۱-۳)

”وہ ترش رو ہوا، اور منھ موز لیا، (صرف اس لیے) کہ اس کے پاس ایک نابینا آیا، تمہیں کیا خبر شاید وہ سنور جاتا۔“

## جانوروں پر حکم کرنے کا حکم

دین اسلام کے محسن میں سے زم دلی، اور و شفقت کرنا ہے نہ کہ سُنگد لی، سختی اور ایذ ارسانی، یہاں تک کہ یہی بر تاؤ جانوروں کے ساتھ بھی کرنا ہے، عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«عَذَّبَتْ امْرَأَةٌ فِي هِرَّةٍ سَجَنَتْهَا حَتَّىٰ مَاتَتْ، فَدَخَلَتْ فِيهَا النَّارَ، لَا هِيَ أَطْعَمَتْهَا وَسَقَتْهَا إِذْ حَبَسَتْهَا، وَلَا هِيَ تَرَكَتْهَا تَأْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْأَرْضِ».»

مسلم /السلام ۴۰ (۲۲۴۲)

”ایک عورت کو ایک بلی کی خاطر عذاب ہوا، اس لیے کہ اس نے اسے کپڑے رکھا، یہاں تک کہ وہ مر گئی، اس کی وجہ سے وہ جہنم میں گئی، جب اس نے اسے قید میں رکھا، تو اس نے نہ کھلایا، نہ پلایا، اور نہ ہی اسے چھوڑا کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑے کھا لیتی۔“

«بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي بِطَرِيقٍ، فَأَشْتَدَّ عَلَيْهِ الْعَطَشُ، فَوَجَدَ بِئْرًا، فَنَزَّلَ فِيهَا، فَشَرِبَ، ثُمَّ خَرَجَ فَإِذَا كَلْبٌ يَلْهَثُ يَأْكُلُ الشَّرَى مِنَ الْعَطَشِ، فَقَالَ الرَّجُلُ: لَقَدْ بَلَغَ هَذَا الْكَلْبُ مِنَ الْعَطَشِ مِثْلُ الَّذِي كَانَ بَلَغْنِي، فَنَزَّلَ الْبَئْرَ، فَمَلَأَ حُفَّةً: فَأَمْسَكَهُ بِفِيهِ حَتَّى رَقِيَ، فَسَقَى الْكَلْبَ، فَشَكَرَ اللَّهُ لَهُ، فَغَفَرَ لَهُ».

بخاری /الوضوء ۳۳ (۱۷۳)، مسلم /السلام ۴۱ (۲۲۴۴)

”ایک آدمی کسی راستہ پر جا رہا تھا کہ اسی دوران اسے سخت پیاس لگی، (راستے میں) ایک کنوں ملا، اس میں اتر کر اس نے پانی پیا، پھر باہر نکلا تو دیکھا کہ ایک کتابہ انپر رہا ہے اور پیاس کی شدت سے کچھڑ چاٹ رہا ہے، اس شخص نے دل میں کہا: اس کے کاتے کا پیاس سے وہی حال ہے جو میرا حال تھا، چنانچہ وہ (پھر) کنوں میں اترنا، اور اپنے موزوں کو پانی سے بھرا، پھر منھ میں دبا کر اوپر چڑھا، اور (کنوں سے نکل کر باہر آکر) کتے کو پلایا، تو اللہ تعالیٰ نے اس کا یہ عمل قبول فرمالیا، اور اسے بخش دیا۔“

اور مسلم وغیرہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک گدھے کے پاس سے گزرے جسے چہرے پر داغاً گیا تھا، آپ ﷺ نے دیکھ کر فرمایا:

«لَعْنَ اللَّهِ الَّذِي وَسَمَّهُ». مسلم / الزینۃ (۲۹) (۲۱۱۷)

”اللہ کی لعنت ہو اس پر جس نے اس کو داغا ہے۔“

اے اللہ! ہمیں ایسی یقینی توفیق عطا فرما کہ تیری معصیت سے نجح جائیں، اور ہماری رہنمائی فرمائے تیری رضا کے لیے ہم سعی کریں، اور اے مولا! ہمیں رسوائی اور عذاب سے بچا، اور ہمیں بھی وہی عطا کر جو تو نے اپنے ولیوں اور چاہنے والوں کو دیا، اور ہمیں دنیا میں بھی نیکی عطا فرماء، اور آخرت میں بھی، اور جہنم کے عذاب سے بچا، اے ارحم الراحمین! اپنی رحمت خاص سے ہم کو، اور ہمارے والدین اور تمام مسلمانوں کو بخش دے۔

وصلى الله على محمد و على آله و صحبه أجمعين.

## لوگوں کے مقام و مرتبہ کا لحاظ

اسلام کے میں سے حکمت کے ساتھ معاملات کو انجام دینا بھی ہے، اور وہ اس طرح کہ ہم ہر مومن انسان کو اس کے مقام و مرتبہ پر رکھیں، اور اس کی عزت و جذبات کا پاس و لحاظ رکھیں اور اسے وہی مقام عطا کریں جو اس کے لیے لائق ہے، ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«أَنْزِلُوا النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ»۔

أبو داود/الأدب (۲۳) (۴۸۴۲) (ضعیف)

”ہر شخص کو اس کے مرتبے پر رکھو۔“

اور ایک روایت میں ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سفر کر رہی تھیں، ایک جگہ اتریں کہ آرام کریں، اور کھانا کھائیں، وہاں ایک فقیر سائل آیا آپ نے فرمایا: اسے ایک قرش (پیسہ) دے دو، دوسرا شخص گھوڑے پر سوار ہو کر سامنے گزرا، آپ نے فرمایا: اسے کھانے پر بلاو،

آپ سے پوچھا گیا کہ آپ نے اس مسکین کو ایک قرش دے کر چلتا کیا، اور اس مالدار آدمی کو کھانے پر بلا�ا؟ آپ نے جواب دیا کہ اللہ نے لوگوں کو ان کی حیثیت کے مطابق جگہ دی ہے، ہمارا بھی فرض ہے کہ لوگوں کے ساتھ ان کی حیثیت کے مطابق ہی بر تاؤ کریں، یہ مسکین ایک قرش پر خوش ہو سکتا ہے، لیکن ہمارے لیے نامناسب ہے کہ اس مالدار کو جو اس شان سے آیا ہو، ہم ایک قرش دیں۔ ”اللہ ام المؤمنین عَزَّلَهُ“ پر رحم فرمائے، کتنا اچھا جواب دیا، جو حکمت و دانائی، اچھے ذوق اور عمدہ اخلاق، باعزت معاملہ، اور اللہ اور اس کے رسول کے ارشادات کے مکمل اتباع کا آئینہ دار ہے، اور روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے ایک گھر میں داخل ہوئے، آپ کے صحابہ رضوان اللہ علیہم بھی اس گھر میں جمع ہو گئے، یہاں تک کہ بیٹھ ک بھر گئی، بعد میں جریر بن عبد اللہ الجبلی ؓ تشریف لائے، جگہ نہ پا کر دروازے ہی پر بیٹھ گئے، رسول اللہ ﷺ نے چادر لپیٹ کر انھیں پیش کی، اور فرمایا ”اس پر بیٹھ جائیں“ جریر ؓ نے چادر لے کر اپنے چہرے سے لگائی، اُسے بو سہ دینے، اور

رو نے لگے، اور اپنے لیے رسول اللہ ﷺ کی تکریم سے بہت متاثر ہوئے، انہوں نے شکریہ سے بھرے ہوئے جذبات کے ساتھ چادر پیش کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے کہا، یا رسول اللہ جیسی آپ نے مجھے عزت دی اللہ آپ کو اس سے بھی زیادہ عزت بخشے، آپ کی چادر مبارک پر میں نہیں بیٹھ سکتا، رسول اللہ ﷺ نے داہنے باسیں دیکھ کر فرمایا:

«إِذَا أَتَاكُمْ كَرِيمٌ قَوْمٍ فَأَكْرِمُوهُ».

ابن ماجہ / الأدب ۱۹ (۳۷۱۲) (حسن)

”جب تمہارے پاس کسی قوم کا کوئی معزز آدمی آئے، تو تم اس کا احترام کرو۔“

اس بہترین معاملہ پر غور کیجئے تو رسول اللہ ﷺ کے معاملات کا ایک کامل نمونہ اس میں ملے گا کہ کس طرح آپ نے جریر بن الحنفی کے مرتبے کا خیال فرمایا، اور ان کی عزت افزائی فرمائی، جریر بن الحنفی نے آپ کے حسن سلوک سے کس قدر متاثر ہوئے۔

## عورتوں کے حقوق

اسلام کے محاسن میں یہ ہے کہ اس نے شوہروں پر بیویوں کے ویسے ہی حقوق مقرر کئے جیسے مردوں میں بھلائی کرنے میں، اچھی گزر بسر میں، تکلیف نہ پہونچانا البتہ ”بیویوں پر شوہروں کو مزید مرتبہ بخشا“ یہ مرتبہ اخلاق اور رتبے کی فضیلت، اطاعت گزاری، نان نفقہ کی ادائیگی، مہر کی ادائیگی، ان کی بھلائی کا حق ادا کرنا، دنیا و آخرت میں مردوں کی فضیلت وغیرہ شامل ہیں۔

## رسوم جاہلیت کی ممانعت

اسلام کے محاسن میں یہ بھی ہے کہ اس نے عورت کو عہد جاہلیت کے ظالمانہ روانج سے نجات دلائی، چنانچہ عورت عہد جاہلیت میں اپنے باپ یا شوہر کی جائداد سمجھی جاتی تھی، اور بیٹا باپ کے مرنے کے بعد اپنی بیوہ ماں کا وارث ہوتا تھا، اور اسلام سے پہلے عرب،

عورتوں کو زبردستی و راثت میں لے لیتے تھے، وارث آکر باپ کی بیوی کے چہرے پر چادر ڈال کر کہتا تھا کہ جیسے میں اپنے باپ کے مال کا وارث ہوں اسی طرح اس کی بیوی کا بھی وارث ہو گیا، اور جب وہ چاہتا تو بلا مہر اس عورت سے شادی کر لیتا، یا اپنے کسی آدمی سے اس کی شادی کر دیتا، اور اس کا مہر خود وصول کر لیتا، یا شادی کرنا اس کے لیے حرام کر دیتا تاکہ اس کا وارث بن جائے، شریعت اسلامیہ نے ایسی شادی، اور اس وراثت کو رد کر دیا، اللہ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا النِّسَاءَ كَرْهًا﴾ (النساء: ۱۹)

”اے ایمان والو! تمہارے لیے حلال نہیں کہ زبردستی عورتوں کو ورثے میں لے بیٹھو۔“

اور زمانہ جاہلیت میں اہل عرب عورتوں کو شادی کرنے سے روکتے تھے، وارث کا بیٹا باپ کی بیوی کو شادی کرنے سے اس لیے روکتا تھا تاکہ عورت اس کے باپ کی جو میراث بیوی کی حیثیت سے پائے وہ

اس کے بیٹے کو دے دے، اسی طرح باپ اپنی بیٹی کو محض اسی نیت سے شادی سے روکتا تھا کہ لڑکی اپنی تمام ملکیت باپ کو دے دے، اور آدمی اپنی بیوی کو طلاق دے کر شادی کرنے سے روکتا تھا تاکہ اس کی جائیداد میں سے جو چاہے حاصل کر لے، اور ناراض شوہر اپنی بیوی کے ساتھ گزر بسر میں بد سلوکی کرتا، اور اسے تنگ کرتا، اور طلاق نہیں دیتا تھا تاکہ عورت اپنا مہر اس کو واپس کر دے، الغرض اہل عرب اسلام سے پہلے عورتوں پر ظلم و ستم ڈھانتے اور حکومت کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَلَا تَعْضُلُوهُنَّ لِتَذْهَبُوا﴾

بِعَضٍ مَا آتَيْتُمُوهُنَّ﴾ (النساء: ۱۹)

”اور انھیں اس لیے نہ روک رکھو کہ جو تم نے انھیں دے رکھا ہے اس میں سے کچھ لے لو۔“

اور وہ لوگ نان و نفقة، لباس اور گزر بسر میں عورتوں کے درمیان انصاف نہیں کرتے تھے، اسلام نے مردوں کو عورتوں کے درمیان عدل کرنے کا حکم دیا۔ اللہ کا ارشاد ہے:

﴿وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ﴾ (النساء: ۱۹)

”ان کے ساتھ اچھی طریقے سے بودو باش رکھو۔“

اور فرمایا: ﴿فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَا تَعْدِلُوا﴾ (النساء: ۳)

”اگر تمہیں برابری نہ کر سکنے کا خوف ہو تو ایک ہی کافی ہے۔“

اور فرمایا: ﴿وَإِنْ أَرَدْتُمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانٍ زَوْجٌ وَآتَيْتُمْ إِحْدَاهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَأْخُذُوا مِنْهُ شَيْئًا أَتَأْخُذُونَهُ بُهْتَانًا وَإِنْمَا مُبِينًا﴾ (النساء: ۲۰)

”اور اگر تم ایک بیوی کی جگہ دوسری بیوی کرنا ہی چاہو اور ان میں سے کسی کو تم نے خزانہ کا خزانہ دے رکھا ہو، تو بھی اس میں سے کچھ نہ لو، کیا تم اسے ناحق اور کھلا گناہ ہوتے ہوتے لے لو گے۔“

اور دینی حیثیت سے مردو عورت دونوں برابر ہیں اللہ کا ارشاد

ہے: ﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مَّنْ ذَكَرَ أَوْ أُنْثَى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيهِنَّ حَيَاةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ (آلہ النحل: ۹۷)

”جو شخص نیک عمل کرے مرد ہو یا عورت، لیکن با ایمان ہو تو ہم اسے یقیناً بہتر زندگی عطا فرمائیں گے، اور ان کے نیک اعمال کا بہتر بدلہ بھی انھیں ضرور ضرور دیں گے۔“

اور اہل اور مالک ہونے کی حیثیت سے فرمایا:

﴿لِلرّجَالِ نَصِيبٌ مَمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ  
وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مَمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ﴾

(النساء: ۷)

”ماں باپ اور خویش واقارب کے ترکہ میں مردوں کا حصہ بھی ہے، اور عورتوں کا بھی (جو ماں باپ خویش واقارب چھوڑ کر میریں“۔

☆ اور اسلام کی خوبیوں کے لیے یہ کافی ہے جو اس نے عورت کو دین اور ملکیت اور کمائی میں مساوات عطا کی، اور اسے شادی کے بارے میں جو ضمانتیں عطا کیں کہ شادی عورت کی اجازت اور رضامندی سے ہو، جبر و لا پرواہی نہ کی جائے۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

« لَا تُتْكَحُ الشَّيْبُ حَتَّى تُسْتَأْمَرَ، وَلَا الْبِكْرُ إِلَّا بِإِذْنِهَا »، قالوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَمَا إِذْنُهَا؟ قَالَ: « أَنْ تَسْكُتَ ». بخاری/النكاح ۴۱ (۵۱۳۶)، مسلم/النكاح ۹ (۱۴۱۹)

”غیر کنواری عورت کا نکاح نہ کیا جائے جب تک اس سے پوچھ نہ لیا جائے، اور نہ ہی کنواری عورت کا نکاح بغیر اس کی اجازت کے کیا جائے“، لوگوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! اس کی اجازت کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”(اس کی اجازت یہ ہے کہ) وہ خاموش رہے۔“

اور عورت کے مہر کے بارے میں ارشاد فرمایا:

﴿فَاتُوهُنَّ أَجُورَهُنَّ فَرِيضَةً﴾ (النساء: ۲۴)

”جن سے فائدہ اٹھاؤ، انھیں ان کا مقرر کیا ہو امہر دے دو۔“

☆ اور اسلام کے محاسن میں سے یہ بھی ہے کہ اہل عرب اسلام سے پہلے لڑکیوں کو عار کے خوف سے زندہ درگور کر دیتے تھے، زندہ جیتے جی

دفن کر دیتے تھے یہاں تک کہ وہ مر جاتی، اسلام نے ان کے دفن و قتل کو قطعی حرام قرار دیا، اور انھیں زندگی میں بہت سے حقوق عطا کئے، اس طرح اسلام نے عورت کے ساتھ بھرپور انصاف کیا اور اس کی زندگی اور انسانی حقوق کی حفاظت فرمائی۔

اے اللہ! ہم کو رنج و غم اور عاجزی و سستی، اور بزدلی، اور بخل، اور قرض کے بوجھ، اور لوگوں کے دباؤ، اور دشمنوں کے ہٹنے سے اپنی پناہ میں رکھ، اور اے ارحم الراحیم! ہمیں اور ہمارے والدین اور تمام مسلمانوں کو اپنی رحمت خاص سے بخش دے۔  
وصلی اللہ علیٰ محمد وآلہ وصحبہ أجمعین۔

## دورِ جاہلیت کے اعتقاد سے اجتناب

اسلام کے محسن میں سے کہانت کو باطل اور حرام قرار دینا، اور چڑیوں کے منع کرنے (چڑیوں سے بد شکونی لینا)، اور میسر (جو جوئے کی ایک قسم) کو حرام قرار دینا ہے، اور انھیں جاہلانہ امور میں سے پانسہ

پھینکنا، بحیرہ، سائبہ، وصیلہ (بتوں کے نام پر آزاد چھوڑے ہوئے جانور) اور حام۔

☆ اور انھیں جاہلانہ امور میں سے جنھیں اسلام نے حرام قرار دیا، میگنی کا پھینکنا بھی ہے، عہد جاہلیت میں دستور تھا کہ عورت کا شوہر جب مر جاتا تو کسی کو وہری میں چلی جاتی، اور سال بھر گندے کپڑے پہننی، خوشبو کو ہاتھ نہیں لگاتی، پھر اس کے پاس ایک جانور لا یا جاتا مثلاً گدھا، یا چڑیا یا بکری جسے وہ نکڑے کرتی، جب بھی وہ نکڑے کرتی، وہ جانور مر جاتا، اس کے بعد عورت کو میگنی دی جاتی جسے وہ پھینکتی تھی پھر وہ جو چاہتی کرتی۔ اور انھیں جاہلی امور میں سے اولاد کو فقر کے خوف سے مارڈانا بھی ہے، آدمی اپنے لڑکے کو اس خوف سے مارڈالتا تھا کہ وہ اس کے ساتھ کھائے گا، اللہ تعالیٰ نے اس کو منع فرمایا:

﴿وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ خَشِيَةَ إِمْلَاقٍ نَّحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَإِيَّاكُمْ إِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطَّأً كَبِيرًا﴾ (الإسراء: ۳۱)

”اور مفلسی کے خوف سے اپنی اولادوں کو نہ مارڈالو، ان کو اور

تم کو ہم ہی روزی دیتے ہیں، یقیناً ان کا قتل کرنا کبیرہ گناہ ہے۔“  
 اور اسلام کے محسن میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے بت پرستوں،  
 اور مشرکوں اور کافروں کو مومن صالح مقنی، زاہد اور خدا ترس بنادیا، جو  
 اللہ سے ڈرتے ہیں، صرف اسی کی بندگی کرتے ہیں، اس کے ساتھ کسی  
 کوششیک نہیں کرتے، اور حق پر ڈٹے رہتے ہیں، اللہ کے بارے میں  
 انھیں کسی کی ملامت کا خوف نہیں، ارشاد ہے: ﴿وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ  
 أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بَهُمْ خَصَاصَةٌ﴾ (الحشر: ۹)  
 ”وہ اپنے اوپر انھیں ترجیح دیتے ہیں، گو خود کتنی ہی سخت

حاجت ہو۔“

### بے وفائی اور بد عہدی کی حرمت

اسلام کے محسن میں سے بے وفائی کو حرام قرار دینا بھی ہے،  
 اللہ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُهُودِ﴾ (المائدۃ: ۱)  
 ”اے ایمان والو! عہد و پیمان پورے کرو۔“

﴿وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْؤُلًا﴾

(الإسراء: ۳۴)

”اور وعدے پورے کرو، کیونکہ قول و قرار کی باز پرس ہونے والی ہے۔“

اور رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

«لِكُلٌّ غَادِرٌ لِوَاءً، يُنْصَبُ بِغَدْرَتِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

(بخاری / الحزية ۲۲) (۳۱۸۸)

”ہر دعا باز کے لئے قیامت کے دن ایک جھنڈا ہو گا جو اس کی دعا بازی کی علامت کے طور پر (اس کے پیچھے) گاڑ دیا جائے گا۔“

نیز آپ ﷺ نے فرمایا:

«أَرَبِيعُ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا، وَمَنْ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنَ النُّفَاقِ حَتَّىٰ يَدْعَهَا، إِذَا أُوتُمْنَ خَانَ، وَإِذَا حَدَثَ كَذَبٌ، وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرٌ». (بخاری / المظالم ۱۷) (۲۴۵۹)

”چار عادتیں جس کسی میں ہوں تو وہ خالص منافق ہے، اور جس کسی میں ان چاروں میں سے ایک عادت ہو تو وہ (بھی) نفاق ہی ہے، جب تک اسے نہ چھوڑ دے، (وہ یہ ہیں) جب اسے امین بنایا جائے تو (امانت میں) خیانت کرے، اور بات کرتے وقت جھوٹ بولے، اور جب (کسی سے) عہد کرے تو اسے پورانہ کرے۔“

نیز آپ ﷺ نے فرمایا:

« قَالَ اللَّهُ تَعَالَىٰ: ثَلَاثَةٌ أَنَا خَصِّمُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، رَجُلٌ أَعْطَىٰ بِي ثُمَّ غَدَرَ، وَرَجُلٌ بَاعَ حُرًّا فَأَكَلَ ثَمَنَهُ، وَرَجُلٌ اسْتَأْجَرَ أَجِيرًا فَاسْتَوْفَى مِنْهُ وَلَمْ يُعْطِهِ أَجْرَهُ ».»

بخاری / الإحارة (۱۰) (۲۲۷۰)

”الله تعالیٰ کا فرمان ہے کہ تین قسم کے لوگ ایسے ہیں کہ جن کا قیامت میں میں خود مدعا بنوں گا۔ ایک تو وہ شخص جس نے میرے نام پر عہد کیا، اور پھر وعدہ خلافی کی۔ دوسرا وہ جس نے کسی آزاد آدمی کو بچ

کراس کی قیمت کھائی۔ اور تیسرا وہ شخص جس نے کسی کو مزدور کیا، پھر کام تو اس سے پورا لیا، لیکن اس کی مزدوری نہ دی۔“۔

## روزی کمانے کا حکم

اسلام کے محاسن میں سے کام کرنے اور روزی کمانے کی ترغیب دینا، اور سستی اور بلا ضرورت لوگوں سے مانگنے کو روکنا ہے، اسلام کوشش، عمل اور جدوجہد کا دین ہے، سستی، عاجزی اور کاملی کا دین نہیں، اسلام وہ دین ہے جو انسانی عزت و قار اور شخصی بزرگی کا محافظ ہے، اللہ کا ارشاد ہے:

﴿وَقُلِ اعْمَلُوا فَسَيَرَى اللَّهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ﴾

(التوبہ: ۱۰۵)

”کہہ دیجئے کہ تم عمل کئے جاؤ، تمہارے عمل اللہ اور اس کے رسول خود دیکھ لیں گے۔“۔

﴿وَأَنَّ لَيْسَ لِلإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَى وَأَنَّ سَعْيَهُ

سَوْفَ يُرَى》 (النجم: ۳۹ - ۴۰)

”ہر انسان کے لیے صرف وہی ہے جس کی کوشش خود اس نے کی ہے، اور بیشک ان کی کوشش عنقریب دیکھی جائے گی۔“  
اور اسلام دین و دنیادونوں کے لیے کوشش کرنے کی ترغیب دیتا ہے، اللہ کا رشاد ہے:

﴿وَابْتَغِ فِيمَا آتَاكَ اللَّهُ الدَّارَ الْآخِرَةَ وَلَا تَنسَ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا﴾ (القصص: ۷۷)

”اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تجھے دے رکھا ہے اس میں سے آخرت کے گھر کی تلاش بھی رکھو، اور اپنے دنیوی حصے کو بھی نہ بھولو۔“  
اور فرمایا:

﴿فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللَّهِ﴾ (الجمعة: ۱۰)  
”جب نماز ہو چکے تو زمین میں پھیل جاؤ، اور اللہ کا فضل تلاش کرو۔“

## کھانے پینے میں اعتدال کا حکم

اسلام کے محاسن میں سے کھانے اور پینے میں اعتدال و میانہ روی اختیار کرنے کی ہدایت بھی ہے، اللہ کا ارشاد ہے:

﴿وَكُلُوا وَاشْرِبُوا وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ﴾ (الأعراف: ۳۱)

”خوب کھاؤ اور پیو اور حد سے مت نکلو، بیشک اللہ حد سے نکل جانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔“  
اور ایک حدیث میں یوں ہے:

عَنْ مُقْدَامِ بْنِ مَعْدِيٍّ كَرِبَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَا مَلَأَ آدَمِيٌّ وِعَاءً شَرًّا مِّنْ بَطْنِ بَحَسْبِ ابْنِ آدَمَ أَكْلَاتٌ يُقْمِنَ صُلْبَهُ، فَإِنْ كَانَ لَا مَحَالَةَ فَتَلَّثَ لِطَعَامِهِ، وَتَلَّثَ لِشَرَابِهِ، وَتَلَّثَ لِنَفْسِهِ».»

ترمذی / الزهد ۴۷ (۲۳۸۰)، ابن ماجہ/الأطعمة ۵۰ (۳۳۴۹)

(صحیح)

مقدام بن معبد یک ربِ قدر کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے لئے چند لفظے ہی کافی ہیں جو اس کی پیٹ سے زیادہ برا نہیں بھرا، آدمی کے لیے کافی ہیں جو اس کی پیٹ کو سیدھا رکھیں، اور اگر زیادہ ہی کھانا ضروری ہو تو پیٹ کا ایک تھائی حصہ اپنے کھانے کے لیے، ایک تھائی پانی پینے کے لیے، اور ایک تھائی سانس لینے کے لیے باقی رکھے۔

﴿ اُر اسلام کے محسن میں سے حقوق کی ادائیگی میں مال مٹول کرنے کی ممانعت بھی ہے، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

« مَطْلُ الْغَنِيٌّ ظُلْمٌ، وَإِذَا أَتَبْعَ أَحَدُكُمْ عَلَى مَلِيِّ، فَلْيَتَبْعَ ». مسلم / البیواع ( ۱۵۶۴ ) ۷

”مال دار کا مال مٹول کرنا ظلم ہے اور جب کسی کا قرض مال دار پر اتا رہا جائے تو وہ اسی کا چیخھا کرے۔“

## تنگ دست کو مہلت دینے کا حکم

اسلام کے محاسن میں سے تنگ دست کو مہلت دینے کا حکم بھی ہے، اللہ کا ارشاد ہے: ﴿وَإِنْ كَانَ ذُو عُسْرَةٍ فَنَظِرْهُ إِلَى مَيْسَرَةٍ﴾ (البقرة: ۲۸۰)

”اور اگر کوئی تنگی والا ہو تو اسے آسانی تک مہلت دینی چاہئے۔“

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

«كَانَ تَاجِرٌ يُدَافِئُ النَّاسَ؛ فَإِذَا رَأَى مُعْسِرًا قَالَ لِفَتِيَانِهِ: تَجَاوِزُوا عَنْهُ، لَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يَتَجَاوِزَ عَنْهُ؛ فَتَجَاوَزَ اللَّهُ عَنْهُ». بخاری/البيوع ۱۸ (۲۰۷۸)

”ایک تاجر لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا۔ جب کسی تنگ دست کو دیکھتا تو اپنے نوکروں سے کہہ دیتا کہ اس سے در گذر کر جاؤ۔ شاید کہ اللہ تعالیٰ بھی ہم سے (آخرت میں) در گذر فرمائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے (اس کے مرنے کے بعد) اس کو بخش دیا۔“

اور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

« مَنْ أَنْظَرَ مُفْسِرًا، كَانَ لَهُ بِكُلِّ يَوْمٍ صَدَقَةً، وَمَنْ أَنْظَرَهُ بَعْدَ حِلَّهُ كَانَ لَهُ مِثْلُهُ، فِي كُلِّ يَوْمٍ صَدَقَةً ». ابن ماجہ /الصدقات ۱۴ (۲۴۱۸) (صحیح)

”جو کسی تنگ دست کو مہلت دے گا تو اس کو ہر دن کے حساب سے ایک صدقہ کا ثواب ملے گا، اور جو کسی تنگ دست کو میعاد گزر جانے کے بعد مہلت دے گا تو اس کو ہر دن کے حساب سے اس کے قرض کے صدقہ کا ثواب ملے گا۔“

## رشوت کی حرمت اور نادم کو

## معاف کرنے کی ترغیب

اسلام کے محاسن میں رشوت سے منع کرنا ہے، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« لَعْنَ رَسُولِ اللَّهِ الرَّاشِيَ وَالْمُرْتَشِيَ فِي الْحُكْمِ ». ترمذی / الأحكام ۹ (۱۳۳۶) (صحیح)

”فیصلے میں رشوت دینے والے، اور رشوت لینے والے دونوں پر لعنت بھیجی ہے۔“

اور راکش اس شخص کو کہتے ہیں جو دونوں کے درمیان واسطے بنتا ہو یعنی دلال۔

☆ اور اسلام کے محاسن میں نادم کو معاف کرنے کی ترغیب دینا بھی ہے، کیونکہ اس میں احسان اور نیکی اور اس کی دل جوئی ہے، حدیث میں آتا ہے: « مَنْ أَقَالَ مُسْلِمًا أَقَالَهُ اللَّهُ عَثْرَةً ». ابوداؤد / البيوع ۵۴ (۳۴۶۰) ابن ماجہ / التجرات ۲۶ (۲۱۹۹)

مسند أحمد (۲۵۲/۲) (صحیح)

”جو کوئی اپنے مسلمان بھائی سے فروخت کا معاملہ فتح کر لے، تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے گناہ معاف کر دے گا۔“

وصلی اللہ علیٰ محمد وسلم.

## دین میں خیر خواہی کا حکم

اسلام کے محسن میں سے اللہ اور اس کی کتاب، اور اس کے رسول، اور انہیں اسلام، اور عامۃ المُسْلِمِینَ کے ساتھ خیر خواہی کرنا ہے۔“

اللہ کے لیے خیر خواہی کا مطلب یہ ہے کہ اس پر ایمان لا یا جائے، اور اس سے شریک و ساجھی کو دور کیا جائے، اور اس کے ناموں اور صفتؤں کی غلط تاویل نہ کی جائے، اور اسے اوصاف کمال کے ساتھ موصوف کیا جائے، اور نقائص اور عیوب سے اس کو پاک سمجھا جائے، اس کے حکم کی اطاعت کی جائے، اور اس کی منع کردہ چیزوں سے بچا جائے، اور اس کی اطاعت کرنے والوں سے دوستی کی جائے، اور اس کی نافرمانی کرنے والوں سے دشمنی کی جائے، اور ان کے علاوہ دوسرے واجبات ادا کیے جائیں۔

اور اللہ کی کتاب کے ساتھ خیر خواہی کا مطلب یہ ہے کہ اس پر یہ ایمان لا یا جائے کہ یہ اللہ کا کلام ہے، اتارا گیا، مخلوق نہیں ہے، اور

جس چیز کو اللہ نے حلال کیا اس کو حلال ماننا، اور اس کی حرام کی ہوئی چیز کو حرام ماننا، اور اس کی ہدایت پر چلنا، اس کے معانی پر غور کرنا، اس کے حقوق کو ادا کرنا، اس کے مواعظ سے نصیحت حاصل کرنا، اور اس کی دھمکیوں سے عبرت حاصل کرنا۔

اور رسول اللہ ﷺ کے لیے خیر خواہی کا مطلب آپ کی لائی ہوئی شریعت کی تصدیق کرنا، آپ سے محبت کرنا، اور جان و مال اور اولاد پر آپ کو ترجیح دینا، اور زندگی اور موت دونوں حالتوں میں آپ کی عزت کرنا، اور آپ کی سنت کو سیکھنا، اور اس کو پھیلانا، اور اس پر عمل کرنا، اور ہر شخص کی بات پر (خواہ وہ کوئی بھی ہو) آپ کی بات کو مقدم رکھنا۔ اور مسلمان پیشواؤں کے ساتھ خیر خواہی کرنے کا مطلب یہ ہے حق پر ان کی مدد کی جائے، اور اسی میں ان کی اطاعت کی جائے، اور اس کا ان کو حکم دیا جائے، اور لوگوں کی ضرورتوں کو پوری کرنے کے لیے انھیں یاد دہانی کی جائے، اور مہربانی و نرمی اور انصاف کی تاکید کی جائے، اور ان کی ولایت کو تسلیم کیا جائے، اور اللہ کی نافرمانی کے علاوہ

باتوں میں ان کے احکام کو سنا اور مانا جائے، اور لوگوں کو اس کی ترغیب دی جائے اور جہاں تک ہو سکے ان کی رہنمائی کی جائے، اور ان چیزوں کی طرف انھیں متنبہ کیا جائے جو ان کے لیے مفید ہوں، اور دوسروں کو بھی فائدہ پہونچا سکیں اور ان کے حقوق کو ادا کیا جائے۔

اور عام مسلمانوں کے ساتھ خیر خواہی کا مطلب یہ ہے کہ ان کے دینی اور دنیاوی مصالح کی طرف ان کی رہنمائی کی جائے، ان سے تکلیف کو دور کیا جائے، اور اپنے جن دینی امور کو وہ نہیں جانتے ان کی تعلیم دی جائے، انھیں اچھی بات کا حکم دیا جائے اور بری باتوں سے روکا جائے، اور ان کے وہی بات پسند کی جائے جو اپنے لیے پسند ہو، اور ان کے لیے وہی بات ناپسند کی جائے جو اپنے لیے ناپسند ہو، اور حتی الامکان اس کے لیے کوشش کی جائے۔

## صلہ رحمی کا حکم

اسلام کے محسن میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے رشتہ توڑنے سے روکا، اللہ کا ارشاد ہے:

﴿فَهُلْ عَسِيْتُمْ إِنْ تَوَلَّتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي  
الْأَرْضِ وَتُقْطِعُوا أَرْحَامَكُمْ﴾ (محمد: ۲۲)

”اور تم سے یہ بھی بعید ہیں کہ اگر تم کو حکومت مل جائے تو تم زمین میں فساد برپا کر دو، اور رشتے ناتے توڑاؤ۔“

اور رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

« الرَّحْمُ مُعْلَقَةٌ بِالْعَرْشِ، تَقُولُ مَنْ وَصَلَنِي وَصَلَهُ  
اللَّهُ، وَمَنْ قَطَعَنِي قَطَعَهُ اللَّهُ ». مسلم / البر والصلة ۶ (۲۵۵۵)  
”نا تا عرش سے لٹکا ہوا ہے، اور وہ کہتا ہے جو مجھ کو ملا دے اللہ اس  
کو اپنے سے ملا دے گا، جو مجھے کاٹے گا اللہ اسے اپنے سے کاٹ دے گا۔“  
اور طبرانی میں عبد اللہ بن ابی او فی خلیل اللہ عزوجلہ سے مردی ہے کہ نبی  
اکرم ﷺ نے فرمایا: « إِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَا تَنْزِلُ عَلَى قَوْمٍ  
فِيهِمْ قَاطِعُ رَحْمٌ ».

مجمع الزوائد ۸/ ۱۵۳ (ضعیف الجامع للألبانی : ۱۷۹۱) (موضوع)

”فرشتے ان لوگوں پر نازل نہیں ہوتے جن میں کوئی رشتہ  
داری کا کائنے والا ہو۔“

## رہبانیت کی ممانعت

دین اسلام کے محاسن میں سے یہ بھی ہے کہ دین میں تشدد کرنے اور پاکیزہ چیزوں کے چھوڑنے سے اس لیے منع کیا ہے، کیونکہ اسلام آسانی، سہولت اور اعتدال کا دین ہے۔ جیسا کہ انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے بڑی وضاحت ہوتی ہے:

«أَنْسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: جَاءَ ثَلَاثَةٌ رَهْطٌ إِلَى بُيُوتِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَسْأَلُونَ عَنْ عِبَادَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا أَخْبَرُوا كَاتِبَهُمْ تَقَالُوهَا: فَقَالُوا وَأَيْنَ نَحْنُ مِنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأْخَرَ، قَالَ أَحَدُهُمْ أَمَّا أَنَا: فَإِنِّي أُصَلِّي اللَّيْلَ أَبَدًا، وَقَالَ آخَرُ أَنَا أَصُومُ الدَّهْرَ وَلَا أُفْطِرُ وَقَالَ آخَرُ أَنَا أَعْتَزِلُ النِّسَاءَ فَلَا أَتَزَوَّجُ أَبَدًا فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِمْ: فَقَالَ: أَنْتُمُ الَّذِينَ قُلْتُمْ كَذَا وَكَذَا، أَمَّا وَاللَّهُ أَعْلَمُ

إِنِّي لِأَخْشَاكُمْ لِلَّهِ وَأَتَقَاكُمْ لَهُ، لَكِنِّي أَصُومُ  
وَأَفْطُرُ، وَأُصْلِي وَأَرْقُدُ، وَأَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ؛ فَمَنْ رَغَبَ  
عَنْ سُنْتِي فَلَئِسَ مِنِّي » . بخاری / النکاح ۱ ( ۵۰۶۳ )

انس بن مالک رضي الله عنه بیان فرماتے ہیں: تین حضرات (علی بن ابی طالب، عبد اللہ بن عمر و بن العاص اور عثمان بن مظعون رضي الله عنہم) رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات کے گھروں کی طرف آپ کی عبادت کے متعلق پوچھنے آئے، جب انھیں رسول اللہ ﷺ کا عمل بتایا گیا تو جیسے انھوں نے اسے کم سمجھا، اور کہا کہ ہمارا رسول اللہ ﷺ سے کیا مقابلہ! آپ کی تو تمام اگلی پچھلی لغزشیں معاف کر دی گئی ہیں۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ آج سے میں ہمیشہ رات بھر نماز پڑھا کروں گا، دوسرے نے کہا کہ میں ہمیشہ روزے سے رہوں گا اور کبھی ناغہ نہیں ہونے دوں گا تیسرا نے کہا کہ میں عورتوں سے جداً اختیار کر لوں گا، اور کبھی نکاح نہیں کروں گا۔ پھر رسول اللہ ﷺ تشریف لائے، اور ان سے پوچھا کیا تم نے ہی یہ باتیں کہی ہیں؟ سن لو! اللہ تعالیٰ کی قسم! اللہ رب العالمین

سے میں تم سب سے زیادہ ڈرنے والا ہوں، میں تم سب سے زیادہ پر ہیزگار ہوں، لیکن میں اگر روزے رکھتا ہوں تو افطار بھی کرتا رہتا ہوں، نماز بھی پڑھتا ہوں (رات میں) اور سوتا بھی ہوں اور میں عورتوں سے نکاح کرتا ہوں۔ میرے طریقے سے جس نے بے رغبتی کی وہ مجھ سے نہیں ہے۔“

اے اللہ! دنیا کو ہمارا سب سے بڑا مقصد نہ بنا، اور نہ ہمارے علم کی انتہا، اور نہ جہنم کو ہمارا شکانا بنا، اور ہمارے گناہوں کے سبب ہم پر اس شخص کو مسلط نہ کرنا جو ہمارے بارے میں تجھ سے ڈرتا نہ ہو، اور نہ ہم پر رحم کرتا ہو، اور اے ارحم الراحمین اپنی رحمت خاص سے ہم کو اور ہمارے والدین اور تمام مسلمانوں کو، بخش دے۔

وصلی اللہ علیٰ محمد و علیٰ آلہ و صحبہ أجمعین۔

## بھلائی کے کام اور یادِ آخرت کی ترغیب

دین اسلام کے محسن میں سے بھلائی کی طرف دعوت دینا، اور بھلی بات کا حکم کرنا اور بری بات سے منع کرنا بھی ہے، ابو ہریرہ رض عن

سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ دَعَا إِلَى هُدًىٰ كَانَ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلُ أَجْوَرِ مَنْ تَبَعَهُ لَا يَنْقُصُ ذَلِكَ مِنْ أَجْوَرِهِمْ شَيْئًا، وَمَنْ دَعَا إِلَى ضَلَالٍ كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الْإِثْمِ مِثْلُ آثَامِ مَنْ تَبَعَهُ لَا يَنْقُصُ ذَلِكَ مِنْ آثَامِهِمْ شَيْئًا»۔ مسلم/العلم ۶ (۲۶۷۴)

”جو شخص دوسروں کو نیک عمل کی دعوت دیتا ہے تو اس کی دعوت سے جتنے لوگ ان نیک باتوں پر عمل کرتے ہیں ان سب کے برابر اس دعوت دینے والے کو بھی ثواب ملتا ہے، اور عمل کرنے والوں کے ثواب میں سے کوئی کمی نہیں کی جاتی، اور جو کسی گمراہی و ضلالت کی طرف بلاتا ہے تو جتنے لوگ اس کے بلا نے سے اس پر عمل کرتے ہیں ان سب کے برابر اس کو گناہ ہوتا ہے، اور ان کے گناہوں میں (بھی) کوئی کمی نہیں ہوتی۔“

☆ اور اسلام کے محاسن میں سے آدمی کو یہ ترغیب دینی بھی ہے کہ زندگی کے ان ایام سے فائدہ اٹھا کر وہ کام کیے جائیں جو آخرت کے لیے

مفید ہوں، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةِ  
إِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ  
يَدْعُونَ لَهُ»۔ مسلم /الوصية ۳ (۱۶۳۱)

”جب انسان مرتا ہے تو اس کا عمل اس سے منقطع ہو جاتا ہے  
سوائے تین چیزوں کے۔ صدقہ جاریہ، نفع بخش علم، اور صالح اولاد جو  
اس کے لیے دعا کرے۔“

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَلْتَنْظُرُونَ نَفْسُكُمْ مَّا  
قَدَّمْتُمْ لِغَدِ﴾ (الحضر: ۱۸)

”اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو، اور شخص دیکھ بھال کہ  
(قیامت) کے واسطے اس نے (اعمال کا) کیا (ذخیرہ بھیجا ہے)۔“

## اللہ پر اعتماد کامل کی ترغیب

اسلام کے محسن میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے ترغیب دی  
ہے کہ صرف اللہ پر اعتماد کیا جائے، پھر اپنے ایمان اور عمل صالح پر، اللہ

کے مقرب بندوں پر اعتماد نہ کیا جائے، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آیت: ﴿وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾ (الشعراء: ۲۱۴) سے روایت ہے کہ ”اپنے قریبی رشتہ والوں کو وڑائیں۔“

نازل ہوئی تو آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور فرمایا:

« يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ! أَنْقِذُوْا أَنفُسَكُمْ مِنْ النَّارِ؛ فَإِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ مِنْ اللَّهِ ضَرًّا وَلَا نَفْعاً، يَا مَعْشَرَ بَنِي عَبْدٍ مَنَافِ! أَنْقِذُوْا أَنفُسَكُمْ مِنْ النَّارِ؛ فَإِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ مِنْ اللَّهِ ضَرًّا وَلَا نَفْعاً، يَا مَعْشَرَ بَنِي قُصَيْ! أَنْقِذُوْا أَنفُسَكُمْ مِنْ النَّارِ؛ فَإِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعاً، يَا مَعْشَرَ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ! أَنْقِذُوْا أَنفُسَكُمْ مِنْ النَّارِ فَإِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعاً، يَا فَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ أَنْقِذِي نَفْسَكِ مِنْ النَّارِ فَإِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكِ ضَرًّا وَلَا نَفْعاً، إِنَّ لَكِ رَحْمَةً سَأَبْلُهُا بِبَلَالِهَا ». بخاری/الوصايا ۱۱ (۲۷۵۳)، مسلم/الإيمان ۸۹ (۲۰۴)

”اے قریش کے لوگو! جانوں کو آگ سے بچالو، اس لیے کہ میں تمہیں اللہ کے مقابل میں کوئی نقصان یا کوئی نفع پہنچانے کی طاقت نہیں رکھتا۔ اے بنی عبد مناف کے لوگو! اپنے آپ کو جہنم سے بچالو، کیوں کہ میں تمہیں اللہ کے مقابل میں کسی طرح کا نقصان یا نفع پہنچانے کا اختیار نہیں رکھتا، اے بنی قصی کے لوگو! اپنی جانوں کو آگ سے بچالو۔ کیوں کہ میں تمہیں کوئی نقصان یا فائدہ پہنچانے کی طاقت نہیں رکھتا۔ اے بنی عبد المطلب کے لوگو! اپنے آپ کو آگ سے بچالو، کیوں کہ میں تمہیں کسی طرح کا ضرر یا نفع پہنچانے کا اختیار نہیں رکھتا، اے فاطمہ بنت محمد! اپنی جان کو جہنم کی آگ سے بچالے، کیوں کہ میں تجھے کوئی نقصان یا نفع پہنچانے کا اختیار نہیں رکھتا، تم سے میرا رحم (خون) کا رشتہ ہے سو میں احساس کوتا زہر کھوں گا۔“

☆ اور اسلام کے محسن میں یہ ہے کہ نفس کو اصلاح کی پابندی کا حکم دیا جائے کہ آدمی اللہ کے حکم کو ادا کرنے کا پابند ہو جائے، اور جس چیز سے اس نے منع کیا ہے اس سے باز آنے اور معروف کا حکم دے، اور

منکر سے رو کے اور تقویٰ کی ترغیب دینے والی آیات بہت ہیں۔

☆ اور اسلام کے محسن میں سے یہ بھی ہے کہ وہ انسان کو اپنے رب کے ساتھ دامنی تعلق پر لگا دیتا ہے، جب اللہ کی نعمت ملتی ہے تو بھی، اور جب اس پر سختی آتی ہے تو بھی، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

«عَجَبًا لِأَمْرِ الْمُؤْمِنِ، إِنَّ أَمْرَهُ كَلَّهُ لَهُ خَيْرٌ،

وَلَيْسَ ذالكَ لِأَحَدٍ إِلَّا لِلْمُؤْمِنِ، إِنْ أَصَابَتْهُ شَرٌّ  
شَكَرَ، فَكَانَ خَيْرًا لَهُ، وَإِنْ أَصَابَتْهُ الضَّرَّاءُ صَبَرَ  
فَكَانَ خَيْرًا لَهُ». مسلم / الزهد / ۱۳ (۲۹۹۹)

”مو من کا معاملہ کتنا عجیب ہے، اس کا سارا کام خیر ہی خیر ہے،“

اور یہ خصوصیت مو من کے علاوہ کسی اور کو حاصل نہیں، اگر اسے خوشی پہنچتی ہے تو شکر ادا کرتا ہے، جب بھی اس کے لیے بہتر ہوتا ہے، اگر اسے تکلیف پہنچتی ہے تو صبر کرتا ہے، تو بھی اس کے حق میں بہتر ہوتا ہے۔“

## اصلاح معاشرہ کی ترغیب

اسلام کے محاسن میں سے یہ ہے کہ وہ مخلوق کو ترغیب دیتا ہے، اور وہ انھیں اپنے نفس اور اپنے سماج کی اصلاح کی طرف توجہ دلاتا ہے، اور ان کی رہنمائی کرتا ہے، اور انھیں بتاتا ہے کہ وہ کس طرح اپنی عقولوں کو آزاد کریں، اور اسے ضلالت کی پستی سے نکال کر اللہ عز و جل کی بندگی پر لگائیں، اور انھیں سمجھاتا ہے کہ کس طرح وہ اپنے نفوس کی صفائی، اور روحوں کو پنجوقتہ نماز پڑھ کر غزادیں، اور اللہ کا حق زکاۃ دے کر کس طرح اپنے مالوں کو صاف کر سکتے ہیں، اور کس طرح ایک مسلمان خاندان کی مضبوط تعمیر کریں، جو سوسائٹی کا مغز ہے، وہ اس طرح کہ لوگ آپس میں ملے رہیں، اور اپنی رشتہ داری کا حق جائیں، اور بکثرت آیات و احادیث اس مضمون کو بیان کر رہی ہیں۔

«عَنْ أَبِي أَيُوبَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلاً قَالَ لِلنَّبِيِّ  
 ﷺ أَخْبِرْنِي بِعَمَلٍ يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ، قَالَ: مَا لَهُ، مَا لَهُ؟  
 وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: أَرَبُّ مَا لَهُ؟ تَعْبُدُ اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُ بِهِ»

شَيْئًا، وَتُقْيِمُ الصَّلَاةَ، وَتُؤْتِي الرَّزْكَاءَ، وَتَصْلِيْرَ الْرَّحْمَمَ»۔

بخاری/الرَّزْكَاءَ ۱ (۱۳۹۶)، مسلم/الإيمان ۴ (۱۲)

”ابواليوب رضي الله عنه بیان فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ آپ مجھے کوئی ایسا عمل بتائیے جو مجھے جنت میں لے جائے۔ اس پر لوگوں نے کہا کہ آخر یہ کیا چاہتا ہے۔ لیکن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ تو بہت اہم ضرورت ہے۔ (سنو) اللہ کی عبادت کرو، اور اس کا کوئی شریک نہ تھہراو۔ صلاۃ قائم کرو۔ زکاۃ دو صلہ رحمی کرو۔“

☆ اور اسلام کے محاسن میں سے جانے والے کے لیے باطل کے ساتھ لڑنے کو حرام قرار دیا، اور جو شخص اس کی مقرر کردہ حدود کو معطل کرتا ہے اس کے لیے شفاعت کرنا حرام قرار دیا، اور مومن کے بارے میں ایسی بات کہنا حرام ہے جو اس کے اندر موجود نہیں، الغرض وہ مقاصد جنہیں پورا کرنے کا اسلام حریص ہے، وہ یہ ہے کہ انسانی سوسائٹی انصاف اور رحم دلی کی مضبوط بنیادوں پر قائم ہو جائے، اور انسان محبت کی روح، اور نتیجہ خیر تعاون کو بلند کریں، اور کمزور کرنے والے اسباب

سے بچے رہیں، عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« مَنْ حَالَتْ شَفَاعَتُهُ دُونَ حَدًّ مِنْ حُدُودِ اللَّهِ، فَقَدْ ضَادَ اللَّهَ، وَمَنْ خَاصَمَ فِي بَاطِلٍ وَهُوَ يَعْلَمُهُ لَمْ يَزَلْ فِي سَخَطِ اللَّهِ حَتَّى يُنْزَعَ [أَعْنَهُ]، وَمَنْ قَالَ فِي مُؤْمِنٍ مَا لَيْسَ فِيهِ أَسْكَنَهُ اللَّهُ رَدْغَةَ الْخَبَالِ حَتَّى يَخْرُجَ مِمَّا قَالَ ». .

ابو داود /الأقضية ۱۴ ( ۳۵۹۷ ) مسند أحمد ( ۲ / ۷۰ ، ۸۲ ) ( صحيح )

”جس نے اللہ کے حدود میں سے کسی حد کو روکنے کی سفارش کی تو گویا اس نے اللہ کی مخالفت کی، اور جو جانتے ہوئے کسی باطل امر کے لئے جھگڑے تو وہ برابر اللہ کی نارا ضکگی میں رہے گا یہاں تک کہ اس جھگڑے سے دستبردار ہو جائے، اور جس نے کسی مُؤمن کے بارے میں کوئی ایسی بات کہی جو اس میں نہیں تھی تو اللہ اس کا ٹھکانہ جہنمیوں میں بنائے گا یہاں تک کہ اپنی کہی ہوئی بات سے توبہ کر لے۔“ -

## جھوٹی گواہی کی ممانعت

دین اسلام کے محسن میں سے جھوٹی گواہی اور جھوٹ بولنے کو حرام کرنا ہے کیونکہ اس میں بڑے نقصانات اور مفاسد ہیں، ان نقصانات میں سے یہ ہے کہ وہ شخص دوسرے کی دنیا کے عوض اپنی آخرت نجیق دیتا ہے، اور یہ کہ وہ اس شخص کے ساتھ ظلم پر اس کی مدد کر کے بدسلوکی کرتا ہے جس کے خلاف گواہی دیتا ہے، اور اس کے ساتھ بھی برابر تاؤ کرتا ہے جس کے خلاف گواہی دیتا ہے، کیونکہ اسے حق سے محروم کر دیتا ہے، اور وہ قاضی کے ساتھ بھی برابر تاؤ کرتا ہے کہ اسے حق کی راہ سے بھٹکاتا ہے اور وہ امت کے ساتھ بھی بدسلوکی کرتا کہ اس کے حقوق کو متزلزل کر دیتا ہے، اور اس کے خلاف بے اطمینان پیدا کرتا ہے۔

## دورِ جاہلیت کے رسوم کی ممانعت

اسلام کے محسن میں سے رسوم جاہلیت کو باطل اور حرام کرنا بھی ہے، جیسے نسب میں طعن کرنا، اور میت پر نوحہ کرنا، جیسا کہ صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«اَشْتَانٌ فِي النَّاسِ هُمَا بِهِمْ كُفُرٌ، الظَّعْنُ فِي النَّسَبِ، وَالنِّيَاحَةُ عَلَى الْمَيِّتِ»۔ مسلم / الإيمان ۳۰ (۶۷)

”لوگوں میں دو چیزیں پائی جا رہی ہیں اور وہ دونوں ہی چیزیں ان کے لئے کفر کی حیثیت رکھتی ہیں: (۱) کسی کے نسب میں عیب لگانا (۲) کسی میت پر چیخ چلا کر رونا اور اس کے اوصاف بیان کر کے رونا۔

ہلا اور دین اسلام کے محسن میں سے مصیبت کے وقت گالوں پر طما نچہ مارنے اور گریبان پھاڑنے کو حرام قرار دینا ہے، صحیحین میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُودَ وَشَقَّ الْجُيُوبَ وَدَعَا

بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ ॥

بخاری/الجنائز ۳۸ (۱۲۹۷)، مسلم/الإيمان ۴ (۱۰۳)

”جو شخص (کسی میت پر) اپنے رخسار پیٹھے، گریبان چاک کرے اور عہد جاہلیت کی سی باتیں کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔“

## قدرتی تالاب پر قبضہ کی ممانعت

اسلام کے محسن میں سے اس پانی پر قبضہ جمانے اور مسافروں کو اس کے استعمال سے روکنے کو حرام کرنا ہے، جو کسی کے ساتھ خاص نہ ہو، ابو ہریرہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ، وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ، وَلَا يُزَكِّيهِمْ، وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ، رَجُلٌ عَلَى فَضْلٍ مَاءٍ بِطَرِيقٍ يَمْنَعُ مِنْهُ ابْنَ السَّبِيلِ ».»

بخاری/الشهادات ۲۲ (۲۶۷۲)

”تین طرح کے لوگ ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سے بات بھی نہ

کرے گا، نہ ان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھے گا، اور نہ انھیں پاک کرے گا بلکہ انھیں سخت دردناک عذاب ہو گا، ایک وہ شخص جو سفر میں ضرورت سے زیادہ پانی لئے جا رہا ہے، اور کسی مسافر کو (جسے پانی کی ضرورت ہو) نہ دے۔“

اے اللہ! ایمان کے نور سے ہمارے دلوں کو منور کر دے، اور

ہمیں ہدایت یافتہ لوگوں کا رہنمابنا، اور ہمیں اپنے ان صالح بندوں میں شامل کر جن پر نہ کوئی خوف ہے نہ وہ معموم ہوں گے، اور اے ارحم الراحمین! اپنی رحمتِ خاص سے ہم کو اور ہمارے والدین اور تمام مسلمانوں کو بخش دے۔

وصلی اللہ علیٰ محمد و علیٰ آلہ و صحبہ اجمعین۔

## حقیقی مفلس کون؟

اسلام کے محسن میں سے یہ ہے کہ وہ وہ اس بات کو حرام قرار دیتا ہے کہ جان مال یا آبرو یا عقل میں سے کسی پر زیادتی کی جائے، اور وہ تمام جرائم جن پر قصاص یا حد کی سزا واجب ہے، اور اسلامی اخلاق جیسے

سچائی، امانت و فا، پاکدا منی وغیرہ اسلام کی نگاہ میں کمال امور نہیں ہیں جیسا کہ بعض لوگ وہم کے شکار ہو گئے بلکہ یہ واجبات ہیں جن کی ادائیگی کا اسلام حریص ہے، اور جو شخص بھی اس کے دائرہ سے نکلے گا اس کے بارے میں بتاتا ہے کہ اگر اس نے توبہ نہیں کی تو قیامت میں اس سے اس کا بدلہ لیا جائے گا۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« أَتَدْرُونَ مَا الْمُفْلِسُ » قَالُوا: الْمُفْلِسُ فِينَا مَنْ لَا دِرْهَمَ لَهُ وَلَا مَتَاعٌ؛ فَقَالَ: « إِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ أُمَّتِي يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِصَلَوةٍ وَصِيَامٍ وَزَكَاءً، وَيَأْتِي قَدْ شَتَّمَ هَذَا، وَقَذَفَ هَذَا، وَأَكَلَ مَالَ هَذَا، وَسَفَكَ دَمَ هَذَا، وَضَرَبَ هَذَا؛ فَيُعْطَى هَذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ، وَهَذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ؛ فَإِنْ فَنِيتْ حَسَنَاتُهُ قَبْلَ أَنْ يُقْضَى مَا عَلَيْهِ أُخِذَ مِنْ خَطَايَاهُمْ؛ فَطَرِحَتْ عَلَيْهِ ثُمَّ طُرِحَ فِي النَّارِ ».»

”کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے؟“ لوگوں نے کہا: ہم میں مفلس وہ ہے جس کے پاس روپیہ اور اسباب نہ ہو۔ آپ نے فرمایا: ”قیامت کے دن میری امت کا مفلس شخص وہ ہو گا۔ جو نماز، روزہ اور زکاۃ لے کر آئے گا، لیکن اس نے دنیا میں کسی کو گالی دی ہو گی، کسی پر تہمت لگائی ہو گی، کسی کامال کھایا ہو گا، کسی کاخون بھایا ہو گا، کسی کومارا ہو گا، پھر ان لوگوں کو اس کی نیکیاں دے دی جائیں گی اور جو نیکیاں اس کے گناہ ادا ہونے سے پہلے ختم ہو جائیں گی، تو ان لوگوں کی برائیاں اس پڑال دی جائیں گی۔ پھر اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔“

### پاکیزہ گفتگو کا حکم

اسلام مسلمانوں کو تعلیم دیتا ہے کہ ان کی زندگی کے سدھار کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی گفتگو میں پاک و صاف رہے، لہذا نہ کسی کی غیبت کرے، نہ چغلی کھائے، نہ گالی دے، نہ کسی مسلمان پر تہمت لگائے، نہ اس پر لعنت کرے، نہ اس کا مذاق اڑائے، نہ اس پر بہتان

لگائے، نہ اس کے ساتھ جھوٹ بولے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

« مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، فَلَيَقُلْ خَيْرًا

أَوْ لِيَصُنْمُتْ ». مسلم / الإيمان ۱۹ (۴۷)

”جو شخص اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہوا سے چاہئے کہ بولے، تو بھلی بات بولے ورنہ چپ رہے“ ۔

اور آپ ﷺ نے فرمایا: « إِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ ». مسلم / الحج ۱۹ (۱۲۱۸)

”بیشک تمہارے اخون، اور تمہارے اموال، اور تمہاری آبرو تم پر حرام ہے“ ۔

☆ اور اسلام کے محاسن میں یہ ہے کہ وہ مومن کو اس کے فرائض کی ادائیگی کی ترغیب دیتا ہے، اور اپنے اہل و اخوان، اور اقربا و پڑوسیوں اور ہر وہ شخص جن کے ساتھ اس کا کوئی تعلق ہے انھیں بھلائی کی طرف بلانے میں کوئی کسر نہ چھوڑے، اور اس دعوت کا سب بڑا ذریعہ حق کی

وصیت کرنا، صبر کی وصیت کرنا، اور بھلی بات کا حکم کرنا، اور بری بات سے منع کرنا ہے۔

## شرم و حیاء کا حکم

اسلام کے محسن میں سے اس حیاء کا حکم دیتا ہے کہ جو اس شخص کے لیے فضیلت کی بنیاد اور ہر برائی سے حفاظت کا ذریعہ ہے، جسے اللہ اس کی توفیق دے، اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

« اسْتَحْيُوا مِنَ اللَّهِ حَقَّ الْحَيَاءِ » قَالَ: قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ ! إِنَّا نَسْتَحْيِي، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ، قَالَ: « لَيْسَ ذَاكَ، وَلَكِنَّ الْاسْتِحْيَاةَ مِنَ اللَّهِ حَقَّ الْحَيَاءِ أَنْ تَحْفَظَ الرَّأْسَ وَمَا وَعَى، وَالْبَطْنَ وَمَا حَوَى، وَلْتَذْكُرْ الْمَوْتَ وَالْبَلِى، وَمَنْ أَرَادَ الْآخِرَةَ تَرَكَ زِينَةَ الدُّنْيَا ».»

ترمذی / صفة القيامة ۲۴ (۲۴۵۸) (حسن)

”اللہ تعالیٰ سے شرم و حیا کرو جیسا کہ اس سے شرم و حیا کرنے کا حق ہے“ ہم نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ہم اللہ سے شرم و حیا کرتے ہیں، اور اس پر اللہ کا شکردا کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: ”حیا کا یہ حق نہیں جو تم نے سمجھا ہے، اللہ سے شرم و حیا کرنے کا جو حق ہے وہ یہ ہے کہ تم اپنے سر اور اس کے ساتھ جتنی چیزیں ہیں ان سب کی حفاظت کرو، اور اپنے پیٹ اور اس کے اندر جو چیزیں ہیں ان کی حفاظت کرو اور موت اور ہڈیوں کے گل سڑ جانے کو یاد کیا کرو، اور جسے آخرت کی چاہت ہو وہ دنیا کی زیب و زینت کو ترک کر دے۔“

## جاندار کو نشانہ بنانے کی حرمت

اسلام کے محسن میں سے یہ ہے کہ اس نے کسی جاندار کو نشانہ بنانے سے منع کیا ہے جیسا کہ صحیحین میں ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ قریش کے جوانوں کے پاس سے گزرے جو ایک چڑیا کو باندھ کر نشانہ بنارہے تھے، عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر وہ بھاگ کھڑے ہوئے، آپ

نے پوچھا، یہ کون کر رہا تھا؟ اللہ اس پر لعنت کرے جس نے ایسا کیا، رسول اللہ ﷺ نے اس شخص پر لعنت فرمائی ہے جو کسی جاندار کو نشانہ بنائے۔

## انسان کی حرمت و عزت

اسلام کے محسن میں سے آزاد آدمی کی خرید و فروخت کو منع کرنا بھی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ثَلَاثَةٌ أَنَا خَصِّمُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، رَجُلٌ أَعْطَى بِي ثُمَّ غَدَرَ، وَرَجُلٌ بَاعَ حُرًّا فَأَكَلَ ثَمَنَهُ، وَرَجُلٌ اسْتَأْجَرَ أَجِيرًا فَاسْتَوْفَى مِنْهُ وَلَمْ يُعْطِهِ أَجْرَهُ ».

بخاری / الإحارة (۱۰) (۲۲۷۰)

”اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ تین قسم کے لوگ ایسے ہیں کہ جن کا قیامت میں میں خود مدعا بنوں گا۔ ایک تو وہ شخص جس نے میرے نام پر عہد کیا، اور پھر وعدہ خلافی کی۔ دوسرا وہ جس نے کسی آزاد آدمی کو نیچ

کراس کی قیمت کھائی۔ اور تیسرا وہ شخص جس نے کسی مزدور کیا، پھر کام تو اس سے پورا لیا، لیکن اس کی مزدوری نہ دی۔“۔

## نجومی کی تصدیق کی ممانعت

اسلام کے محسن میں یہ ہے کہ اس نے جادو، اور کاہن کی

تصدیق کو حرام قرار دیا ہے، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

«لَيْسَ مِنَّا مَنْ تَطَيِّرَ، أَوْ تُطَيِّرَ لَهُ، أَوْ تَكَهَّنَ  
أَوْ تُكَهَّنَ لَهُ، أَوْ سَحَرَ أَوْ سُحْرٌ لَهُ، وَ مَنْ أَتَى  
كَاهِنًا فَصَدَّقَهُ بِمَا يُقُولُ، فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلَى  
مُحَمَّدٍ» - مسند البزار ج ۱ (ح - ۱۱۷۰) (صحیح)

”وہ شخص ہم میں نہیں جو بد شگونی کرے یا جس کے لیے  
بد شگونی کی جائے، یا کہانت کرے جس کے لیے کہانت کرائی جائے، یا  
جادو کرے یا اس کے لیے جادو کرایا جائے، اور جس نے کسی کاہن کی  
بات کی تصدیق کی اس نے رسول اللہ ﷺ کی شریعت کو جھٹلایا۔“۔

☆ اور اسلام کے محسن میں یہ ہے کہ اس نے (قدا وہ) یعنی اجنبی عورت اور اجنبی مرد کے اجتماع کو حرام قرار دیا ہے (معاذ اللہ) خواہ جمع کرنے والا مرد ہو یا عورت۔

☆ اور اسلام کے محسن میں سے یہ ہے کہ اس نے اس بات کو حرام کیا ہے کہ بادشاہ کے پاس کسی مسلمان کو تکلیف پہنچانے کی کوشش کی جائے۔

☆ اور اسلام کے محسن میں غصب کرنے کی حرمت بھی ہے کیونکہ وہ ظلم ہے، اور اللہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔

## استقامت کی ترغیب

اسلام کے محسن میں استقامت کی ترغیب بھی ہے، استقامت کہتے اقوال و افعال اور تمام کاموں میں اعتدال اختیار کرنا، اور تمام حالتوں میں استقامت پر پابند رہنا جس کی وجہ سے نفس بہتر اور کامل حالت میں رہے، لہذا اس سے کسی فتح بات کا اظہار نہ ہو، نہ اس کی طرف کسی مذموم و کمیہ بات کی نسبت کی جائے، یہ اسی وقت ہو سکتا

ہے جب مشرف و معزز شریعت کی پابندی کی جائے، اور دین متین کو مضبوط پکڑا جائے، اور اس کے حدود پر قائم رہا جائے، اور ساتھ ہی بہترین اخلاق اور کامل صفات اختیار کی جائیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَنَزَّلَ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَا تَخَافُوا وَلَا تَحْزُنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ﴾ (فصلت: ۳۰)

”(واقعی) جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے، پھر اسی پر قائم رہے، ان کے پاس فرشتے (یہ کہتے ہوئے) آتے ہیں کہ تم کچھ بھی اندیشہ اور غم نہ کرو، بلکہ اس جنت کی بشارت سن لو جس کا تم وعدہ دیئے گئے ہو)۔

اور اللہ نے اپنے نبی محمد ﷺ سے فرمایا: ”فَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ“، ””جسے رہو جیسا کہ آپ کو حکم دیا گیا ہے“ اور نبی اکرم ﷺ نے سفیان بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ””قُلْ آمَنْتُ بِاللَّهِ فَاسْتَقِمْ“، ””تم کہو میں اللہ پر ایمان لایا، پھر اس پر جم جاؤ“۔

## بندوں پر اللہ کے فضل و احسان

اسلام کے محسن میں سے یہ ہے کہ اللہ نے مسلمانوں پر جو چیز بھی حرام کیا اس کے عوض اس سے بہتر چیز عطا کی، تاکہ ان کی ضرورت پوری ہو جائے، جیسا کہ ابن القیم رحمۃ اللہ نے فرمایا: "اللہ نے مسلمانوں پر پانسہ کے ذریعہ قسمت معلوم کرنا حرام قرار دیا، تو اس کے بد لے میں انھیں دعا استخارہ کی تعلیم دی، سوداں پر حرام کیا تو نفع بخش تجارت عطا کی، جو احرام کیا تو گھوڑوں اور نٹوں اور تیروں کے ریس کے ذریعہ انعام و بخشش حلال کیا۔ اور ریشم ان پر حرام کیا تو اون کتان اور عمدہ سوتی کپڑوں کو حلال کیا، شراب نوشی حرام فرمائی تو لذیذ مشروبات اور روح و بدن کو فائدہ پہونچانے والی چیزیں حلال کیں، کھانے کی گندی چیزیں حرام کیں تو پاکیزہ کھانے حلال کئے، اسی طرح ہم اسلامی تعلیمات کو تلاش کرتے ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے جہاں ایک طرف اپنے بندوں پر کوئی تنگی اور بندش رکھی ہے تو اسی قسم کی دوسری چیزوں سے ان پر وسعت بھی پیدا کی ہے۔

والله أعلم وصلی اللہ علی محمد وآلہ وصحبہ وسلم.

## حسن نیت کی ترغیب

اسلام کے محاسن میں سے یہ بھی کہ اس نے اپنی تمام تعلیمات و قوانین میں اچھے اسباب، اچھے ارادہ، اور پاکیزہ نیت کو بنیادی حیثیت دی ہے، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

«إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ، وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوَى؛ فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى دُنْيَا يُصِيبُهَا، أَوْ إِلَى امْرَأَةٍ يُنْكِحُهَا؛ فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ». (۱)

بخاری / بدء الوحی (۱)

”بیشک تمام اعمال کا دار و مدار نیت پر ہے، اور ہر عمل کا نتیجہ ہر انسان کو اس کی نیت کے مطابق ہی ملے گا، پس جس کی ہجرت (ترک وطن) دولت دنیا حاصل کرنے کے لئے، یا کسی عورت سے شادی کی غرض سے ہو، تو اس کی ہجرت ان ہی چیزوں کے لئے ہوگی جن کے حاصل کرنے کی نیت سے اس نے ہجرت کی ہے۔“

چنانچہ جس نے اس نیت سے کھانا کھایا کہ اپنی زندگی کی حفاظت کرے گا، اور اپنے جسم کو طاقت بخشے گا، تاکہ اللہ نے اس پر حقوق اور اہل و عیال کی جو ذمہ داریاں عائد کی ہیں سب ادا کرے، تو اس اچھی نیت کی وجہ سے اس کا کھانا اور پینا سب عبادت میں شامل ہو گا۔

اسی طرح جو شخص اپنی بیوی اور لوٹدی کے ساتھ اپنی حلال شہوت پوری کرے کہ اس کی اور اس کی بیوی کی عفت قائم رہے، اور اللہ اسے صالح اولاد عطا کرے، تو یہ بھی عبادت ہے، جس کا اللہ کی طرف سے اجر و ثواب ملے گا، اسی سے متعلق رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

« وَبِضُعْتِهِ أَهْلَهُ صَدَقَةٌ » قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! يَأْتِي شَهْوَةً وَتَكُونُ لَهُ صَدَقَةً؟ قَالَ: « أَرَأَيْتَ لَوْوَضَعَهَا فِي غَيْرِ حَقِّهَا أَكَانَ يَأْتِمُ؟ ». <sup>مسیح بن عقبہ</sup>

مسلم / المسافرین ۱۳ ( ۷۲۰ )

”اور اس کا اپنی بیوی سے ہم بستری بھی صدقہ ہے“، لوگوں

نے عرض کیا: اللہ کے رسول! وہ تو اس سے اپنی شہوت پوری کرتا ہے، پھر بھی صدقہ ہو گا؟ (یعنی اس پر اسے ثواب کیونکر ہو گا) تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا خیال ہے تمہارا اگر وہ اپنی خواہش (بیوی کے بجائے) کسی اور کے ساتھ پوری کرتا تو گنہگار ہوتا یا نہیں؟“ (جب وہ غلط کاری کرنے پر گنہگار ہوتا تو صحیح جگہ استعمال کرنے پر اسے ثواب بھی ہو گا)

## غصب، چوری، اور لوٹے ہوئے مال کے

### خریدنے کی حرمت

اسلام کے محسن میں سے یہ بھی ہے کہ جو چیز غصب کی گئی، یا چوری کی گئی، یا اس کے مالک سے ناقص چھین لی گئی اس کا خریدنا مسلمان پر حرام ہے، کیونکہ ایسی چیز کا خریدنا، غاصب، چور اور ڈاکو کی مدد کرنا ہے، اور جب یہ معلوم ہو جائے کہ یہ چیز چوری کی ہے تو خواہ چوری کی مدت کتنی ہی لمبی کیوں نہ ہو گئی ہو یا چوری کا مال چور اور ڈاکو کے ہاتھ میں کتنے

ہی زمانہ سے کیوں نہ ہو بہر حال وہ چوری ہے زمانہ کے طول و کمی کی وجہ سے شریعت کسی حرام چیز کو حلال نہیں کرتی، اور مدت دراز کی بناء پر حقیقی مالک کے حق کو ساقط نہیں کرتی۔

## سود کی حرمت

اسلام کے محسن میں سے سود کو حرام کرنا بھی ہے۔

اولاً: کیونکہ سود آدمی کے مال کو بغیر عوض دلا دیتا ہے، کیونکہ ایک درہم کو دو درہم کے عوض بیچنے کی صورت میں ایک درہم بغیر عوض کے مل جاتا ہے، اور جب سب جانتے ہیں انسان کا مال اس کی ضرورت کے ساتھ لگا ہوا ہے اور اس کا بڑا احترام ہے۔

ثانیاً: سود کا رواج لوگوں کے درمیان قرض کی نیکی کو ختم کر دیتا ہے۔

ثالثاً: سود کی وجہ سے آدمی روزی کمانے کی مشقت کو برداشت نہیں کرتا جس سے مخلوق کے منافع کا خاتمه ہو جاتا ہے، اور

طلب روزی کی جدوجہد ڈھیلی پڑ جاتی ہے، اور اللہ نے سود کھانے اور کھلانے والے، اور لکھنے والے اور گواہی دینے والے سب پر لعنت کی ہے۔

## نعمت اسلام کو یاد رکھو

اللہ کے بندوں اسلام کے جن محاسن کا ذکر تم نے اب تک سنادہ سمندر اسلام کا ایک قطرہ ہے، جس سے اللہ نے عرب کے انتشار و تفرقہ کو متحد کر دیا، اور ان کے دلوں اور صفوں کو اکٹھا کر دیا، اور ان کی طبیعت و اخلاق کو سنوار دیا، یہاں تک کہ انھیں میں سے ایک ایسی امت تیار کی جو سخت جنگجو، زبردست قوت کی مالک تھی جس نے روئے زمین کو اپنے قبضہ میں کر لیا، اور تمام اطراف وجواب میں اسلام کے علوم و فنون کی نشر و اشاعت کی، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَإِذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءَ فَأَلَّفَّ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا﴾ (آل عمران: ۱۰۳)

”یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے، تو اس نے

تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی، پس تم اس کی مہربانی سے بھائی بھائی بن گئے۔

اور فرمایا: ﴿وَادْكُرُوا إِذْ أَنْتُمْ قَلِيلٌ مُّسْتَضْعَفُونَ فِي الْأَرْضِ تَخَافُونَ أَنْ يَتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَأَوَاكُمْ وَأَيَّدَكُمْ بِنَصْرٍ﴾ (الأنفال: ۲۶)

”اور اس حالت کو یاد کرو جب کہ تم زمین میں تھوڑے تھے، کمزور شمار کئے جاتے تھے، اس اندر یہی میں رہتے تھے کہ لوگ تمہیں نوچ کھسوٹ نہ لیں، سوال اللہ نے تم کو رہنے کی جگہ دی، اور تم کو اپنی نصرت سے قوت دی۔“

## اسلام مانند آفتاب ہے

اللہ نے اس دین اسلام کو زمین کے تمام اطراف میں پھیلا دیا، گویا وہ چمکتا سورج ہے جس کی شعائیں محبوب نہیں ہیں، اور وہ روشن چاند ہے جس کی روشنی مدھم نہیں ہوتی، نہ اس کا نور بحثتا ہے، یہ وہ دین ہے

جسے اس کے دشمن ناپسند کرتے ہوئے بھی روزانہ شعوری اور لا شعوری طور پر اس کے قریب ہوتے جا رہے ہیں، کیونکہ اپنی لامعی ایجادات اور علوم میں جیسے جیسے لوگ آگے بڑھ رہے ہیں، (ایسے ایسے اس کی حقانیت کی گواہی دے رہی ہیں، اللہ کا ارشاد ہے:

﴿سَنُرِيْهِمْ أَيَاتِنَا فِي الْأَفَاقِ وَفِي أَنْفُسِهِمْ حَتَّىٰ  
يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ﴾ (فصلت: ۵۳)

”عنقریب ہم انھیں اپنی نشانیاں آفاق عالم میں دکھائیں گے، اور خود ان کی اپنی ذات میں بھی یہاں تک کہ ان پر واضح ہو جائے کہ حق یہی ہے۔“

اسلام وہ دین ہے کہ اس کے دشمن اور حاسداں اول روزہی سے اس کے خلاف سازشیں کر رہے ہیں، پھر بھی جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں نہ اس کی روشنی بھی، نہ ہی اس کی دلیل کمزور ہوئی، اللہ کا ارشاد ہے:

﴿يُرِيدُونَ لِيُطْفَؤُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ  
مُتِمٌ نُورٌ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ﴾ (الصف: ۸)

”وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منھ سے بجھادیں، اور اللہ اپنے نور کو کمال تک پہونچانے والا ہے، گوکافر بر امانیں۔“

مسلمانوں تمہارے لیے اتنا ہی جانا کافی ہے کہ اسلام دنیا و آخرت کی بھلائیوں اور نعمتوں کو شامل ہے، ہر فضیلت کی اسلام نے ترغیب دی، اور تمام رذائل سے نفرت دلائی، اگر آپ اس کی مضبوط رسی کو پکڑے رہو گے، اور اس کے احکامات پر عمل کے حریص و شائق رہو گے، اور اس کے عادات سے آراستہ رہو گے، تو سعادت کی زندگی جیو گے، اور خوش بختی کی موت مرد گے۔

## اسلام ماضی کے آئینہ میں

امت اسلامیہ کے آغاز پر نظر ڈالیں، اور اس کی پہلی ترقی کے اسباب و عوامل پر غور فرمائیں تو تم کو معلوم ہو گا کہ جس نے امت کی آواز کو متعدد کیا، ان کی ہمتوں کو ابھارا، اور اس کے افراد کو متعدد کیا، اور امت کو ایسی بلندی تک پہنچا دیا جہاں سے وہ دنیا کی تمام امتوں پر شرف پا گئیں، اور اپنے مقام و مرتبہ پر فائز رہتے ہوئے اپنی باریک حکمتوں سے ان کی قیادت کرنے لگیں، وہ صرف ”دین اسلام“ ہی تھا، وہ دین جس کے اصول مضبوط، بنیادیں مستحکم، تمام احکامات پر مشتمل، جو الفت کا باعث، محبت کا پیامبر، نفوس کا صاف کرنے والا، دلوں کو خاستوں کے میل سے پاک کرنے والا، عقولوں کو حق کی عزت سے روشنی بخشنے والا، انسانی سماج کی تمام بنیادی ضروریات کا کفیل، اور اس کے وجود کا محافظ، اور اپنے تمام معتقدین کو صحیح شہریت تمام شعبوں کی دعوت دیتا ہے، بعثت اسلام سے قبل کی تاریخ کا مطالعہ کرو، اختلاف، شروعنکرات اور کمینہ

خلصلتوں میں لوگ بتلاتھے، دین اسلام نمودار ہوا اس نے انسانوں کو متعدد قوی اور مہذب بنایا، ان کی عقولوں کو روشنی بخشی، ان کے اخلاق درست کئے، ان کے احکامات سدھارے، اس طرح امت اسلامیہ سارے عالم پر چھائی، اور جہاں حکومت کی عدل و انصاف کاڈنکا بجا یا۔

اے اللہ! ہمیں اپنی تدبیر سے بچالے، اور اپنی یاد سے ہم کو زینت بخش دے، اور اپنے حکم کے مطابق ہم سے کام لے، اور اپنی اچھی پرده پوشی کو ہم پر تاریخ مرت کر دے، اور اپنی مہربانی سے ہم پر احسان فرمادے، اور اپنی یاد اور شکر پر ہمیں برکت اور مدد عطا فرما، اے اللہ! ہمیں اپنے عذاب سے بچالے، اور اپنی سزا سے ہماری حفاظت فرمادے، اے اللہ! جس پر تو نے ہمیں والی بنایا وہاں ہمیں عدل اور استقامت کی توفیق دے، اے اللہ ہم اس دنیا سے تیری پناہ چاہتے ہیں جو آخرت کی بھلائی سے ہم کو روک دے، اور اس زندگی سے تیری پناہ چاہتے ہیں جو بہتر عمل سے روکے، اور تجھ سے سوال کرتے ہیں کہ تو ہمارے قلوب

کو منور فرمادے، اور ہمیں اپنے ثابت قول پر دنیا اور آخرت میں قائم رکھ، اور اے ارحم الراحمین! اپنی رحمت سے ہم کو اور ہمارے والدین اور تمام مسلمانوں کو بخش دے آمین۔

وصلی علی محمد و علی آلہ و صحبہ اجمعین۔





## فہرست مضمایں

نمبر شمار	صفحہ نمبر	مضایں کتاب
۱	.....	پیش لفظ.....
۲	.....	مقدمة المؤلف .....
۳	.....	اسلام کی بعض اہم خوبیاں .....
۴	.....	اللہ کے وجود اور توحید کے دلائل .....
۵	.....	شرائع اسلام کے محسان .....
۶	.....	نماز کے محسان .....
۷	.....	نماز کے دینی و دنیاوی فوائد .....
۸	.....	زکات کے فوائد و محسان .....
۹	.....	روزے کے فوائد و محسان .....
۱۰	.....	حج کے فوائد و محسان .....
۱۱	.....	چہاد فی سبیل اللہ کے فوائد و محسان .....
۱۲	.....	بیع و شراء کے فوائد و محسان .....

۲۰	.....	۱۳	کرایہ داری کے فوائد.....
۲۱	.....	۱۴	وکالت اور کفالت کی خوبیاں.....
۲۳	.....	۱۵	شفعہ کی خوبی.....
۲۵	.....	۱۶	امانت کی ادائیگی کی خوبی.....
۲۵	.....	۱۷	حسن معاشرت کا حکم.....
۲۶	.....	۱۸	ترکہ کے محسن.....
۲۹	.....	۱۹	ہبہ کے محسن.....
۲۹	.....	۲۰	ہدیہ و تخفہ کے فوائد.....
۵۱	.....	۲۱	نکاح کے محسن.....
۵۲	.....	۲۲	طلاق کی اہمیت.....
۵۵	.....	۲۳	قصاص کی اہمیت و فوائد.....
۵۷	.....	۲۴	شراب کی حرمت اور اس کی حکمت.....
۵۸	.....	۲۵	اسلام کے محسن کا سرسری جائزہ.....
۵۸	.....	۲۶	مشورہ کا حکم.....
۵۸	.....	۲۷	تفویٰ اپنانے کی ترغیب.....
۵۹	.....	۲۸	بائی محبت کی ترغیب.....

۶۰	.....	۲۹	چغل خوری و ظلم کی نمدت
۶۱	.....	۳۰	صلح جوئی کے محسن
۶۲	.....	۳۱	قطع تعلق کی نمدت
۶۳	.....	۳۲	تمسخر کی ممانعت
۶۴	.....	۳۳	سلام کرنے کا حکم
۶۵	.....	۳۴	افواہ کی تحقیق کا حکم
۶۶	.....	۳۵	جادہ پانی میں پیشتاب کرنے اور مومن کو ایذا پہنچانے کی ممانعت
۶۷	.....	۳۶	دائیں ہاتھ سے کھانے و پینے کا حکم
۶۸	.....	۳۷	جنازہ کی مشایعت اور چھینکنے والے کے جواب دینے کا حکم
۶۹	.....	۳۸	قبولیت دعوت کی اہمیت
۷۰	.....	۳۹	شک کی جگہوں سے اجتناب کا حکم
۷۱	.....	۴۰	ظالم سے اجتناب کا حکم
۷۲	.....	۴۱	ستر پوشی کا حکم
۷۳	.....	۴۲	مسلمانوں کو خوش کرنے کا حکم
۷۴	.....	۴۳	سرگوشی و فضول گوئی اور بدزبانی سے اجتناب

۸۰	.....	۲۲	تیج راہ میں بیٹھنے کی ممانعت
۸۰	.....	۲۵	اللہ کے نام پر پناہ دینے کا حکم
۸۱	.....	۲۶	خیر خواہی، میانہ روی، عزت کی حفاظت اور صبر کا حکم ...
۸۵	.....	۲۷	یتیم و مسکین کا خیال
۸۸	.....	۲۸	جانوروں پر رحم کرنے کا حکم
۹۱	.....	۲۹	لوگوں کے مقام و مرتبہ کا لحاظ
۹۲	.....	۵۰	عورتوں کے حقوق
۹۳	.....	۵۱	رسوم جاہلیت کی ممانعت
۱۰۰	.....	۵۲	دورِ جاہلیت کے اعتقاد سے اجتناب
۱۰۲	.....	۵۳	بے وفائی اور بد عہدی کی حرمت
۱۰۵	.....	۵۴	روزی کمانے کا حکم
۱۰۷	.....	۵۵	کھانے پینے میں اعتماد کا حکم
۱۰۹	.....	۵۶	تگ دست کو مہلت دینے کا حکم
۱۱۰	.....	۵۷	رشوت کی حرمت اور نادم کو معاف کرنے کی ترغیب ...
۱۱۲	.....	۵۸	دین میں خیر خواہی کا حکم
۱۱۳	.....	۵۹	صلہ رحمی کا حکم

۱۱۶	..... رہبانیت کی ممانعت	۲۰
۱۱۸	..... بھلائی کے کام اور یاد آخوندت کی ترغیب	۲۱
۱۲۰	..... اللہ پر اعتماد کامل کی ترغیب	۲۲
۱۲۳	..... اصلاح معاشرہ کی ترغیب	۲۳
۱۲۷	..... جھوٹی گواہی کی ممانعت	۲۴
۱۲۸	..... رسوم جاہلیت کی ممانعت	۲۵
۱۲۹	..... قدرتی تلااب پر قبضہ کی ممانعت	۲۶
۱۳۰	..... حقیقی مفلس کون؟	۲۷
۱۳۲	..... پاکیزہ گفتگو کا حکم	۲۸
۱۳۳	..... شرم و حیاء کا حکم	۲۹
۱۳۵	..... جاندار کو نشانہ بنانے کی حرمت	۳۰
۱۳۶	..... انسان کی حرمت و عزت	۳۱
۱۳۷	..... نجومی کی تصدیق کی ممانعت	۳۲
۱۳۸	..... استقامت کی ترغیب	۳۳
۱۳۰	..... بندوں پر اللہ کے فضل و احسان	۳۴
۱۳۱	..... حسن نیت کی ترغیب	۳۵

۷۶	غصب، چوری یا لوٹے ہوئے مال کو خریدنے کی حرمت ..	۱۳۳
۷۷	سود کی حرمت ..	۱۳۳
۷۷	نعت اسلام کو یاد رکھو ..	۱۳۵
۷۹	اسلام مائنڈ آفتاب ہے ..	۱۳۶
۸۰	اسلام ہاضمی کے آئینہ میں ..	۱۳۹
۸۱	فہرست مضمایں ..	۱۵۳



## شرط مسابقه

- ۱- تمام سوالوں کے جوابات کتاب ”دین اسلام کے محاسن“ سے مطلوب ہیں۔
- ۲- جوابات ۲۹/۱۰/۲۰۰۸ء سے پہلے مکتب تعاویٰ برائے دعوت و ارثاء ربوہ میں آکر خود جمع کریں، یا بذریعہ ڈاک اس پتے (ص/ب: ۲۹۳۶۵/الریاض، ۱۱۳۵۷) یا آفس کے انٹرنٹ کے پتے ([jaliyat@islamhouse.com](mailto:jaliyat@islamhouse.com)) پر ارسال کریں۔
- ۳- اپنا نام، پورا پتہ، میلی فون، اور مبائل نمبر، اور غلاف کے اوپر مسابقه برائے اردو، لکھناہ بھولیں۔
- ۴- کامیاب ہونے والے حضرات و خواتین کی لست ماه محرم کے آخر تک آفس کے اعلان بورڈ پر چپاں کر دی جائے گی، ساتھ ہی آفس کے انٹرنیٹ سائٹ [www.islamhouse.com](http://www.islamhouse.com) پر بھی نشر کر دی جائے گی۔
- ۵- جوابات الگ فل اسکیپ کاغذ پر صاف اور خوش خط لکھیں۔
- ۶- جعل سازی شرعاً حرام ہے، لہذا ایک دوسرے سے ملتے جلتے جوابات مقابلہ سے خارج کر دیئے جائیں گے۔
- ۷- مقابلہ میں شرکت کرنے والے حضرات و خواتین کی عمر دس سال سے کم نہ ہو۔
- ۸- انعامات ماہ صفر ۱۴۳۰ھ کے آخر تک حاصل کر لیں۔ اس کے بعد کسی کو بھی انعام کے مطالبہ کرنے کا حق نہیں ہو گا۔

## تفصیل انعامات

- ۱- پہلا انعام: ایک ہزار پانچ سو (۱۵۰۰) ریال
- ۲- دوسرا انعام: ایک ہزار دو سو پیس (۱۲۵۰) ریال
- ۳- تیسرا انعام: ایک ہزار (۱۰۰۰) ریال
- ۴- چوتھے سے دسویں انعام تک: تین سو (۳۰۰) ریال
- ۵- گیارہویں سے بیسویں انعام تک: دو سو (۲۰۰) ریال
- ۶- اکیسویں سے تیسویں انعام تک: ایک سو (۱۰۰) ریال

## سوالات مسابقه رمضانیہ ۱۴۲۹ھ

سوال نمبر۱۔ خالی جگہیں پر کریں:

(الف) انگور کے درخت کو ..... کے بغل میں زمین کے ایک ہی مکڑے میں تم دیکھتے ہو۔

(ب) اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے وہی ..... مقرر کر دیا ہے جس کے قائم کرنے کا اس نے ..... کو حکم دیا تھا۔

(ج) ان دونوں میں وہ ..... ہیں جو کسی پر ..... نہیں، چاہے وہ ..... کا معتقد ہو یا نہ ہو۔

(د) مومن ..... دینے والا نہیں، ..... اور ..... نہیں ہوتا ہے۔

سوال نمبر۲۔ صحیح  یا غلط  کا نشان لگائیں:

(الف): دو آدمی تیر سے کوچھوڑ کر سر گوشی کر سکتے ہیں۔ ۔۔۔

(ب) قرآن اللہ کا کلام ہے، خلوق نہیں۔ ۔۔۔

(ج) جو اللہ کی راہ میں شہید ہو گئے ہیں وہ زندہ ہیں مردہ نہیں۔ ۔۔۔

(د) حق شفعت کے ذریعہ پڑو سی کے نقصان کو دور کر دیا جاتا ہے۔ ۔۔۔

سوال نمبر۳: مندرجہ ذیل سوالوں کا بالاختصار جواب لਾਭیں۔

(الف): اللہ کے وجود اور عقیدہ توحید کے کیا دلائل ہیں؟

(ب) نماز کے دنیاوی فوائد بیان کریں؟

(ج) یہ میں ہاتھ سے کھانے و پینے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کیا فرمان ہے؟

(د) زمانہ جاہلیت کے کچھ ظالمانہ روانج بیان کریں؟

(ھ): دو ایسی حد شیں ترجمہ کے ساتھ بیان کریں جو بھائی کی دعوت دینے، اور آخرت میں فاکدہ ہونچانے کی ترغیب دیتی ہیں۔

سوال نمبر۴: پوری کتاب کے مطالعہ کے بعد آپ کو جو فوائد حاصل ہوئے ہیں، ان میں سے دس اہم فوائد بالاختصار قلم بند کریں۔

# دین کے تین اہم اصول

مولانا جیلانی

النفحة الارادية

الاصل والذلة والثالثها  
للتلميذ محمد بن سليمان التميمي

## المكتب التعاوني للدعوة وتنمية الحالات بالربوة

هاتف: ٠٠٤٤٥٩٠١١١

فاکس: ٦١٢٩٧١١١

ص.ب: ٢٩٤٦٥ P.O BOX ٢٩٤٦٥ الریاض

للمساهمة في الطياعة

حساب رقم: ٣٨٥٢٥٠٨٠٠٠٦٦٢٩٦٦

بنصریف الراجحي - فرع الربوة

### ISLAMIC PROPAGATION OFFICE IN RABWAH

P.O BOX 29465 ARRIYADH 11457

TEL: 4454900 FAX: 4916065

e-mail: rabwah@islamhouse.com



1012370 - 110032

# سلوان غورت کے پرده اور لباس

مولانا جیلانی

النفحة الارادية

حجاب المرأة المسلمة ولباسها  
للتلميذة اسلام بن نعيم رحمه الله